بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

قادیان ضلع گورداسپور

BADR QADIAN

بدر

قیمت پیشگی للعہ

آن مسیح و دور آخر مہدی آخر زمان

کرے جہان ہفت خوش باش کآمد دستان

بروز جمعرات

مورخہ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام ـ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۰۸ء

ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ

اسسٹنٹ محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی عافاہ اللہ

دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا

کر سارے جہان سے اچھا دار الامان ہمارا

جلد ۷

نمبر ۶

قادیان میں ہے

گورنمنٹ

فی پرچہ ۲

Digitized by Khilafat Library

دس شرائط بیعت

اول ـ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا ـ دوم ـ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے ـ سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالےٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیگا ـ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے ـ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا ـ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا ـ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا ـ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا ـ نہم ـ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہونچائیگا ـ دہم ـ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں میں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا ـ مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

اندرین دین آمدہ از مادریم ـ ہم برین از دار دنیا بگذریم

آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست ـ بادۂ عرفان ما از جام اوست

آن رسولے کش محمد ہست نام ـ دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او باشیر شد اندر بدن ـ جان شد و با جان بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام ـ ہر نبوت را برو شد اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست ـ زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود ـ آن نہ از خود از ہمان جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال ـ وصل دلدار ازل بے او محال

اقتدائے قول او در جان ماست ـ ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست

آن ہمہ از حضرت احدیت است ـ منکران مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق اند و راست ـ منکر آن مورد لعن خدا است

معجزات انبیاء سابقین ـ آنچہ در قرآن بیانش بالیقین

بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست ـ ہر کہ انکارے کند از اشقیا است

یک قدم دوری ازان عالیجناب ـ نزد ما کفر است و خسران و تباب

شرح قیمت اخبار بدر

والیان ریاست	للعہ
عام قیمت پیشگی بعہ اوراق ضمیمہ اخبار	للعہ
مابعد	صہ
فی پرچہ	عہ

جو صاحب تاریخ اجراء سے ایک ماہ کے اندر اندر قیمت اخبار روانہ نہ کرینگے ان سے بحساب مابعد لی جاوے گی ـ جو اخبار وقت پر نہ پہونچے اوسے پندرہ یوم کے اندر اندر طلب کرنا چاہیئے بعد میں نہیں مل سکیگا ـ رسید ندا اخبار میں چھپ جاوے گی علیحدہ رسید نہ بھیجا دیگی ـ البتہ جو صاحب قادیان میں دستی قیمت دیں ان کو بہرحال رسید حاصل کر لینی چاہیئے ـ روپیہ ارسال کرنے کے بعد اگر دو ہفتہ تک رسید نہ چھپے تو خط لکھ کر دریافت کرنا چاہیئے۔

مینیجر

وہ الفاظ جن میں حضرت اقدس بیعت لیتے ہیں ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے ـ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ (۳ بار) آج میں احمد کے ہاتھ پر جن تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے ہمیشہ تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا ـ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ ـ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت ـ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں کہ میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ـ آمین ـ اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فہرست مضامین

بدر مسیح

مورخہ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۳ - فروری ۱۹۰۸ء

خدا کی تازہ وحی

۹ - فروری ۱۹۰۸ء - ۱ - انت امامٌ مبارکٌ

ترجمہ - تو امام مبارک ہے۔

۲ - لعنۃ اللّٰہ علیٰ من کفر۔

ترجمہ - اللہ کی لعنت اس پر جس نے انکار کیا

۳ - اِنّی معک فی السماء والارض۔

ترجمہ - میں تیرے ساتھ ہوں - آسمان اور زمین میں

۴ - اِنّی معک فی الدنیا والاٰخرۃ

ترجمہ - میں دنیا اور آخرت میں تیرے ساتھ ہوں۔

۵ - انّ اللّٰہ مع الّذین اتّقوا والّذین ھم محسنون

ترجمہ - اللہ ساتھ ہے ان کے جو تقویٰ اختیار کریں اور جو نیکوکار ہیں

۶ - اینما ثقفوا اُخِذوا و قُتِّلوا تقتیلاً۔

ترجمہ - جہاں کہیں پائے گئے پکڑے جائینگے اور ہلاک کئے جاوینگے

۷ - لا تقتلوا زینب۔

ترجمہ - زینب کو قتل نہ کرو

۸ - "آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا"

۱۱ - فروری - یا مسیح اللّٰہ عدوا انا - ترجمہ اے اللہ کے مسیح ہماری شفاعت کر۔

مدینۃ الامام

حضور خاتم الخلفاء کی صحت مژدہ راحت افزا ہے - جناب رسالتمآب لاہور والے لیکچر کے ضمیمے کی تصنیف میں مصروف ہیں - انشاء اللہ یہ کتاب مخالفین اسلام کے اعتراضوں کا دندان شکن جواب ہوگی۔

علامہ نورالدین کے ہاں اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے تیسرا فرزند عطا فرمایا ہے - چونکہ اس عمر میں جبکہ وھن العظم منّی واشتعل الراس شیبا کا مضمون صادق آتا ہو - اولاد کا ہونا خاص موہبت الٰہی ہے - اس لئے میرے سیّد و مولیٰ نے اس بچے کا نام "عبدالوہاب" رکھا ہے - اللہ تعالےٰ اسے سعید کرے اور دین کا خادم بنائے - اپنے آباء کے لئے ذریّۃ طیبہ کہلائے اور باقیات صالحات سے ہوجائے - آمین

جمعہ کے روز دو نکاح ہوئے - خطبہ میں علامہ موصوف نے کہا کہ نکاح میں لوگ مال و دولت - حُسن - ذات کو دیکھتے ہیں - مگر اس کی اصل غرض جو تقویٰ ہے - اسکی طرف کچھ توجہ نہیں کرتے - وجہ یہ کہ خطبہ کو بطور جنتر منتر سمجھتے ہیں - اور اس کے معانی کیطرف غور نہیں کرتے - (واقعی علامہ صاحب نے ٹھیک فرمایا - ہمارے دیہات کے ملّاں خطبہ لڑکے کے بالمقابل بیٹھ کر آہستہ آہستہ پڑھتے ہیں - گویا کچھ دم کر رہے ہیں - حالانکہ فرض منصبی یہ تھا - کہ اٹھ کر نکاح کے اغراض بیان کرتے - اور بتلاتے کہ میاں بیوی کے کیا کیا فرائض ہیں) ہمارے احمدی بھائی اس سُنّت کو خصوصیت سے جاری کریں - نکاح کرنے میں جلدی نہیں چاہیئے - بلکہ بہت سی لمبی دعاؤں اور استخاروں کے بعد اس تعلق کو پیدا کرنا چاہیئے - کیونکہ اس پر عمر بھر کی خوشی کا دار و مدار ہے۔

مخدومی سید محمد احسن صاحب نے جمعہ کا خطبہ ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین - پر پڑھا - اور فرمایا کہ اس سے پہلے جو الّذین یبلغون رسالات اللّٰہ - وارد و نازل ہے اس میں یبلغون سے جو استقبال کو بھی شامل ہو یہ امر ظاہر ہے کہ وحی والہام کا سلسلہ خاتم النبیین کے بعد بھی جاری رہیگا اور ابلغکم رسالات ربی کی بہت سی مثالیں دیکر بیان فرمایا کہ تبلیغ رسالات رسل کیلئے مخصوص ہو پس آنحضرت صلعم کے بعد کسی رسول کا آنا ان کے ختم نبوت کے منافی نہیں کیونکہ اسکے معنے یہ ہیں کہ تمام کمالات و مراتب نبوت اس ذات مبارک پر ختم ہوگئے - اب کوئی درجہ باقی نہیں جو کسی اور کو دیا جائیگا اور انکو نہیں دیا گیا - مشکوٰۃ میں بھی ایک حدیث ہے کہ ثم تکون الخلافۃ علیٰ منہاج نبوۃ جسمیں صاف اشارہ ہے کہ خلیفہ آخری نبی ہوگا - پھر اسکے بعد سکوت فرمایا - آپ نے لقد جاءکم یوسف من قبل بالبیّنٰت فما زلتم فی شکٍ مما جاءکم بہٖ حتّی اذا ھلک قلتم لن یبعث اللّٰہ من بعدہٖ رسولا پڑھکر یہ سمجھایا کہ اس میں پیشگوئی تھی کہ اُمت محمدیہ بھی ایک وقت ایسا ہی کہیگی کہ اب تیرے بعد کوئی رسول نہ ہوگا حالانکہ حق بات وہی ہے جو حضرت عائشہؓ کا مذہب ہے - کہ قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا انہ لا نبی بعدی - (یہ تو کہو کہ وہ خاتم النبیین ہیں مگر اسکے یہ مراد نہیں کہ اسکے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا) پھر فرمایا کہ قرآن مجید میں ہو ومن یطع اللّٰہ والرسول فاولٰئک مع الّذین انعم اللّٰہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین - اب اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے ... صدیق شہید اور صالح ہوجانا تو سب جانتے ہیں مگر نبی ہونا کیوں ناممکن جانتے ہیں - حالانکہ من النبیین اسی آیت میں مذکور ہے - الغرض فاضل موصوف کا بیان سرتاپا وسعت بیان سے پُر تھا - اللہ تعالےٰ سلامت رکھے۔

کلام اللہ

(سب سے پہلی وحی جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی)

اقرا باسم ربک الذی خلق۔ خلق الانسان من علق اقرا و ربک الاکرم۔ الذی علم بالقلم۔ علم الانسان مالم یعلم۔

یعنے اپنے خالق رب کے نام کی تبلیغ دنیا میں کر وہ خالق رب جس نے ایک حقیر جونک جیسے کیڑے سے جو منی میں پیدا ہوتا ہے۔ الانسان بنایا۔ ہان پڑھ اور تبلیغ کر اور خوف نہ کر اور تیرا رب اکرم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم کی اشاعت کی۔ اور الانسان کو وہ کچھ تعلیم کیا۔ جو وہ نہ جانتا تھا۔

اس کلام الہی مین پانچ پیشگوئیان ہین۔ اوّل۔ ربک الذی خلق۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ربوبیت الہی نے جو تیری خاص پرورش فرمائی ہے اور اپنے اندازہ سے خاص قویٰ مرحمت کئے اور خاص کام کے لئے تجھے منتخب کیا ہے اور اپنے ہاتھ سے تیرا پیڑ لگایا ہے اور تیرے مبارک پھلوں کے انتظار مین بیٹھی ہے۔ وہ تجھے ضرور کامیاب اور سر سبز کرے گی اور تیرے نونہال کو اعداء کے تبر اور مخالف جھونکون سے محفوظ رکھے گی۔

دوسری پیشگوئی خلق الانسان من علق۔ یعنی اس منی کے کیڑے یا جونک کی طرف دھیان کرو۔ کہ وہ کیسا حقیر اور ذلیل تھا۔ جس کا ایسا خوبصورت اور باکمال انسان بنا ہے۔ جب ہماری ربوبیت نے نظر عنایت سے ایک کیڑے کو انسانی شکل و صورت تک پہونچایا ہے اور ایک مقصد اور غائت کے لئے جو ربوبیت کا اصلی تقاضا ہے۔ یہ خلعت کمال مرحمت فرمایا ہے تو کیا اب ہماری ربوبیت اس کا ساتھ چھوڑ دے گی ہم اپنی ربوبیت کا سایۂ عاطفت اس پر رکھین گے۔ جب تک وہ انسان اپنی خلقت کی علت غائی کو پہونچ نہ جائے۔

قرآن کریم مین تدبر کرنے والے جانتے ہین کہ نبوت کی تربیت اور اسے کمال مطلوب تک پہنچانا خدا تعالےٰ کے اسم رب کا خاصہ ہے اور جہان جہان خدا تعالےٰ نے ضرورت نبوت کی قرآن کریم مین بحث چھیڑی ہے۔ دلیل مین آپ نے اسم رب کو مذکور فرمایا ہے اس لئے کہ جیسے اس کی ربوبیت نے انسان کے عالم اجسام کے لئے زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی اشیاء کو مسخر کیا اور خدمت مین لگا دیا ہے۔ ویسے ہی اس کی ربوبیت نے تقاضا کیا کہ انسان کی روح کی تربیت کے لئے جو اصلی مقصود اور ابدی غیر فانی شے ہے اسکی تربیت کے مناسب حال سامان مہیا کرے سو اس کے لئے اس نے نبوت کا سلسلہ اس جہان مین قائم کیا اور جہان نبوت کے اعدا اور مخالفین کو عقاب سے ڈرانا چاہا اور ان کے بارے مین خوفناک وعید بیان کرنے چاہے مین وہان نبوت کی حمایت و دفاع مین اسم اللہ کو جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے پیش کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نبوت کا اصلی مقصد توحید الوہیت کا قائم کرنا اور آلہہ باطلہ اور ہر قسم کے طواغیت کا ابطال کر کے خداوند تعالیٰ کے معبودیت اور الوہیت کا یگانہ مستحقاق اور لاشریک منصب مخصوص کرنا ہوتا ہے۔ تو جب عداوت اور خلاف اپنے ہتھیار پہن کر اس کا استیصال کرنے پر آمادہ ہون غیرت اور جوش بھی اسی کو آنا چاہیئے جس کی خدمت کے لئے نبوة میدان مین نکلی ہے۔ بہر حال اس علق اور الانسان کے لفظ مین بڑی بھاری پیشگوئی ہے۔

تیسری پیش گوئی اقرء و ربک الاکرم۔ اس مین اشارہ یہ ہے۔ کہ اس سلسلہ تبلیغ مین تیری سخت مخالفت ہوگی۔ اور ایک عالم تجھے ذلیل و خوار کرنے پر آمادہ ہو گا۔ اور حکمت الہیہ کے اقتضاء سے کچھ عرصہ تک بظاہر ایسا ہو گا کہ تو مغلوب اور شکستہ نظر آئیگا اور کفر و شرک اپنی جیت پر ناز کریگا۔ مگر آخر کار غلبہ اور فتح تیرے حصہ مین آئے گی۔ اور تو اکرم اور عزیز ہو گا۔ اس لئے کہ تیرا رب جس نے تجھے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے پرورش کیا ہے۔ وہ اکرم ہے لہذا ضروری ہے کہ اس کا مربوب بھی بطور ظل کے اکرم ہو۔

چوتھی پیش گوئی الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس کتاب عجیب مین جو تجھے دی جاتی ہے۔ اور جو بظاہر انسانی قلم سے لکھی جاتی ہے۔ وہ وہ علوم عالیہ ہونگے کہ کل بنی آدم کے معلومات اس کے مقابلہ سے عاجز آ جائین گے۔ الانسان سے مالم یعلم ملا کر یہ اشارہ فرمایا ہے۔ کہ فطرتاً اور اکتساباً انسان کی بساط مین اور اس کے قواء کی رسائی مین وہ علوم عالیہ آہی نہین سکتے۔ جن پر قرآن مشتمل ہے۔ لہذا یہ علوم لاریب خداوند علیم خالق انسان کی طرف سے ہین اور اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ کہ ذہینون کے ذہن عقیلون کی عقلین اور عالمون کے علم اور محررون کی قلمین ان سماوی علوم کے مقابلہ مین ٹوٹ جاوین گی۔

پانچوین پیش گوئی۔ کلا لئن لم ینتہ لنسفعاً بالناصیة ناصیة کاذبة خاطئة فلیدع نادیہ سندع الزبانیة کلا لا تطعہ واسجد واقترب۔ دشمن کی عداوت کی پیش رفت نہ جائیگی اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی جھوٹی خطاکار چوٹی کو پکڑ کر زور سے کھینچین گے۔ اور یون ذلت سے گھسیٹ کر ہاویہ مین گرائین گے۔ پھر وہ اپنی مجلس کو جن کے بل بوتے پر اسے ناز تھا بلائے اور ان کی دہائی دے۔ ہم بھی سیاست کے پیادون کو بلائین گے وہ ہرگز اپنے منصوبون مین کامیاب نہ ہو گا۔ تو اپنے کام مین لگا رہ اور اون کے خلاف کی ذرا بھی پروا نہ کر اور کبھی ان کے ہان مین ہان نہ ملا اس لئے کہ ان کے ہاتھ مین تیرا کوئی نفع اور ضرر نہین اور ہماری فرمان برداری مین لگا رہ اور جس قدر تو ہمارا فرمان بردار ہو گا۔ ہماری جناب مین تیرا قرب اور درجہ اتنا بڑھے گا

ایک مادہ پرست ایک برہمو ایک دہریہ غرض ہر ایک شخص جو الہام اور ضرورت الہام اور خدا تعالےٰ کی ہستی کو نہین مانتا۔ ان الفاظ کی شوکت اور قوت مین غور کرے اور اس انسان کا مطالعہ کرے۔ جس کے موتھ سے یہ نکلے اور اس وقت کی تاریخ کو پڑھے جب یہ بلند دعوے ایک پورے بے سامان اور ناتوان اور اعدا کے نرغے مین گھرے ہوئے انسان سے سرزد ہوئے اور پھر انجام کو دیکھے۔ کہ یہ دعوے کس شان سے پورے ہوئے۔ اور نبوت کے بد خواہ ٹھیک اسی طرح ہلاک ہوئے۔ جیسے ان سچے دعوون کا منشاء تھا۔

قابل توجہ خریداران بدر

جملہ خریدار خط و کتابت کرتے وقت اپنی چٹ کا نمبر خریداری ضرور لکھا کرین۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکائیت معاف

کلام المسیح

کسی نے اپنا خواب بیان کیا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ گجرات مین انجیر ہوتی ہے۔ اس کا شربت بنوا کر پیؤ۔ فرمایا۔ خواب تعبیر طلب بھی ہوتی ہے۔ انجیر گرمی سے بچاتی ہے۔ قرآن شریف مین بھی "تین" کا ذکر ہے مگر وہان اور اشارات ہین۔ اس سے ثبوت نبوت دیا گیا ہے۔

علم طبابت ظنی ہے۔ کسی کو کوئی دوا پسند کسی کو کوئی ایک دوا ایک شخص کے لئے مضر ہوتی ہے۔ دوسرے کے لئے وہی دوا نافع۔ دوائیون کا رازہ اور شفا دینا خدا کے ہاتھ مین ہے۔ کسی کو یہ علم نہین۔

کل ایک دوائی مین استعمال کرنے لگا تو الہام ہوا۔ "خطرناک"

دوا مین اندازہ کرنے پر مطمئن نہین ہونا چاہیئے بلکہ ضرور تول لینا چاہیئے۔

آریہ اگر یہ گند نہ بولتے تو ہمارے لئے تحریک نہ ہوتی حقائق و معارف کے لئے ان کے اعتراضات بہانہ ہو گئے

غیر قومون مین اپنے قومی مذہبی کامون مین چندہ دینے کا جو جوش ہے۔ وہ مسلمانون مین نہین۔ شاید اس لئے کہ کریمان بدست اندر درم نیست۔ مگر مسلمانون مین بھی کئی نواب ہین کئی امراء و دولتمند۔ ہر مسلمان کا یہ مقصد ہونا چاہیئے۔ کہ سچائی پھیل جائے۔ مسلمانون پر پہلے بھی جب اقبال کا زمانہ آیا۔ تو دینی رنگ مین ترقی کرنے سے اب بھی اگر وہ پہلا زمانہ دیکھنا چاہتے ہین۔ تو دین کی طرف توجہ کرین۔ ان لوگون کی تقلید سچے مسلمانون کے لئے کوئی نتیجہ نہین دے سکتی۔ مسلمانون مین جو آج کل مصلح بنے ہین وہ بجائے اس کے کہ اپنی حالت درست کرین۔ نماز روزہ کے احکام مین ترمیم کرنا چاہتے ہین۔ اس مین قوم کی ترقی سمجھتے ہین خدا تعالے تو دین کے ذریعہ ترقی چاہتا ہے اور یہ لوگ بے دین ہونے سے ترقی طلب کرتے ہین جس مین کبھی کامیابی نہین ہو گی اسلام ہی خدا کو واحد لاشریک مانتا ہے اگر یہ مسلمان بھی اس توحید سے الگ ہو گئے۔ تو ان کے حق مین اچھا نہین ہوگا

دوسری قومون کی تقلید ان کے لئے مبارک نہین ہو سکتی دوسرون کو اگر بے دینی سے کامیابی بھی ہوتی ہے تو یہ بطور ابتلاء ہے۔ ہر شخص سے خدا تعالے کا معاملہ علیحدہ ہے عیسائی تو مین ناپسند کرین۔ شراب خوری۔ قمار بازی کرین تو یہ ان کے لئے مفید ہو سکتے ہین لیکن اگر مسلمان ایسے کام کرین تو اُنپر ضرور عذاب نازل ہوگا۔ دیکھو ظاہری سلطنت کا بھی یہی قاعدہ ہے۔ کہ اگر ملازم کسی شورش کے جلسہ مین شامل ہو تو اس کو عبرتناک سزا دیجاتی ہے۔ پس اسی طرح جو کلمہ پڑھنے والے ہین۔ یہ خدا کے خاص بندے ہین اگر یہ لوگ گستاخی کرین اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری نہ کرین تو ضرور گرفتار ہون گے۔ یہ الہام جو ہم کو ہوا۔ وہ وعدہ ٹلیگا نہین جب تک خون کی ندیان چارون طرف سے بہ نہ جائین۔

تو اس مین اشارہ ہے کہ اللہ تعالے نہین چاہتا۔ کہ اس کی توحید دنیا سے گم ہو۔ جب مسلمان ہی کفر و شرک کو پسند کرنے لگین۔ تو پھر دوسری قومون کا کیا گلا ہو سکتا ہے۔ پہلے گھر صاف ہو۔ تو پھر دوسرے لوگون کی اصلاح ہو سکتی ہے تمام قومون مین دہریت بڑھتی جاتی ہے۔ خدا تعالے اپنی ہستی ثابت کرنا چاہتا ہے۔ اور اول خویشان بعد درویشان کے مطابق ہمارا فرض ہے۔ کہ پہلے اپنی قوم کی اصلاح کرین۔ جب مسلمانون ہی مین ہزارون گند ہون۔ تو دوسرون کو کیا کہا جا سکتا ہے۔ جہاد جہاد پکارتے ہین۔ مگر مین کہتا ہون کہ اگر ہمین جہاد کرنے کا حکم ہوتا تو سب سے پہلے انہی سے کیا جانا چاہیئے تھا۔ یہ عادت اللہ ہے کہ جس قوم کے اندر کتاب ہو۔ پہلے اُسے درست کیا جاتا ہے پھر دوسری قومون کیطرف توجہ ہوتی ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ موجود ہے سب سے پہلے قریش کی اصلاح کی۔ پھر یہود و نصارے کیطرف متوجہ ہوئے۔ (یہان سے یہ اعتراض بھی دور ہو گیا جو کہا کرتے ہین کہ مرزا صاحب مسلمانون کو ہی کہتے ہین۔ تم ایسے تم ایسے دوسری قومون مین سے کتنے مسلمان کئے) مسلمانون مین دو قسم کے لوگ ہین۔ ایک جو پورا کلمہ بھی پڑھنا نہین جانتے جن مین سے وہ بھی ہین جن کی نسبت آریہ مشہور کرتے رہتے ہین کہ ہم نے اتنے مسلمانون کو آریہ کر لیا۔ پہاڑ مین ایسے آدمی ہمنے بہت دیکھے جن کو اسلام کی کچھ خبر ہی نہین دوسرے وہ جو مہذب تعلیم یافتہ کہلاتے ہین۔ یہ اسلام کو کراہت کی نظر سے دیکھتے ہین۔ نماز کے ارکان پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہین اور کہتے ہین یہ نماز روزہ وحشیانہ زمانے کی باتین ہین یہ احکام آجکل کے زمانہ مین مناسب نہین پس ان دونون گروہون کی اصلاح سب سے اول ضروری ہے۔ مگر ہم کیا اصلاح کر سکتے ہین جب تک آسمان ہی سے نہ ہو۔ جن کے کان سننے کے ہون اسے ہم بخوشی سناتے ہین بعض ایسے ہین کہ بیان کردہ سنین گے ہی نہین۔ یا بات کو دوسری طرف لے جائین گے۔

بے دینی کی ایک زہرناک ہوا چل رہی ہے۔ جس نے کسی کو ہلاک کر دیا کسی کو اندھا کسی کو سست۔ وہ جو خدا سے تعلق پیدا کرنے والے ہین بہت تھوڑے رہ گئے ہین۔ خدا کی ہستی ثابت کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔ فتنے تو بہت ہو گئے تھے مگر دہریت سب سے زیادہ ہین۔ عظمت الٰہی مطلق نہین رہی عظمت کیا ہو جبکہ خدا کے وجود پر ہی پورا یقین نہین رہا۔

ہر نبی کے زمانہ مین کچھ نہ کچھ خونریزی ہوئی۔ ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض۔

انسانون کے ہاتھون پر جو امور مقدر تھے۔ وہ تو ختم ہو چکے اب خدا نے ایسے کل امور کو اپنے ہاتھ مین لے لیا۔ یہ طاعون زلزلے طرح طرح کے امراض مصائب سب خدا کی تلوارین ہین تعجب ہے۔ کہ حادثے پر حادثے آتے ہین مُصیبت پر مُصیبت آتی ہے۔ مگر ہماری جماعت کے سوا دوسرا کوئی ان سے متاثر نہین ہوتا۔ حالانکہ یہ سب بلائین اس لئے ہین کہ لوگون کی غفلت دور ہو۔ وہ تضرع اختیار کرین اور سمجھین کہ خدا ہے۔ دیکھو ہر پہلو سے حادثے واقعہ ہو رہے ہین اور ابھی کیا معلوم کہ آگے آگے کیا ہونیوالا ہے۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ کہ اب جو کچھ کرے گا خدا ہی کریگا جراحی آخری علاج ہے اور علاج تو سب ہو چکے۔ پس یہ آخری علاج ہے اب یا بیمار مرے گا یا صحتیاب ہوگا۔

کئی لاکھ انسان مر چکا ہے۔ مگر عملی حالت دکھاتی ہے کہ ابھی کچھ بھی نہین ہوا۔ نیکی کی طرف سے بہت دُور ہین اور بدی کی جانب قریب ہین۔ استغفار کرنا چاہیئے۔ آگے قاعدہ تھا۔ کہ مسلمان بادشاہ عام طور پر دباؤن کے وقت انابت الی اللہ اور دعا و صدقہ و خیرات کیطرف توجہ دلاتے رہتے۔ اب یہ بھی نہین بلکہ خدا کا نام لینا بھی خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے۔

سلطان المعظم نے وزراء سے ایک امر کی نسبت مشورہ کیا۔ اور اس کے متعلق تجویزین پوچھین۔ جب سب تجویزین بیان ہو چکین تو کہا اور تو سب کچھ کہا مگر یہ کسی نے نہ کہا کہ دُعا بھی کرو۔ آخر مسلمان کا بچہ تھا۔ کچھ نہ کچھ خدا پرستی تو ہی۔ سلطان المعظم جمعہ کی نماز کو بھی جاتا ہے۔ فقراء سے بھی نیاز رکھتا ہے۔ اس لئے اچھا ہے۔

خدا تعالے ابتداء زمانہ مین بولا کہ مین تیرا خدا ہون

ایسا ہی اخیر زمانہ مین بھی۔ اس نے فرمایا کہ انا الموجود۔ یاد رکھو کہ وہ "ہادی" ہے۔ اگر چھوڑ دے تو سب دہریہ بن جائین پس وہ اپنی ہستی کا ثبوت دیتا رہتا ہے اور یہ زمانہ تو بالخصوص اس بات کا محتاج ہے۔ جس چیز کی حکومت ہو اس کا اثر ظاہر ہو جاتا ہے۔ آجکل اگر صالح آدمی جس نے حق پالیا ہے۔ خیال پر اثر نہین ڈال سکتا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ضلالت کی حکومت ابھی باقی ہے۔ جب ایسی ہوا چلتی ہے۔ تو سب اس کے اثر سے متاثر ہو جاتے ہین۔ مومن اگرچہ بچا رہتا ہے۔ مگر دوسرون پر اثر نہین ڈال سکتا۔ ضلالت کے رعب کا یہ حال ہے۔ کہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ ہین۔ ان سے مذہب کی نسبت کوئی کچھ نہین کہتا۔ کہ شاید یہ ناراض ہو جائیں یا مجھ سے ہنسی ٹھٹھا ہو۔ مگر صحابہ کرام کی طرف دیکھنا چاہیئے کہ اسلام کے ضعف کی حالت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام شاہون کو خط لکھدیا۔ اس وقت ایسا مہذبانہ زمانہ بھی نہین تھا۔ نہ یہ امن کی صورت۔ صحابہ نے ان خطوط کو پہونچایا۔ اور برسر دربار اپنے عقائد کو کھول کر بیان کیا۔ ایک عیسائی بادشاہ کو جب اسلام کا پیغام پہونچا اور اس نے صحابہ سے کلام آلہی سنا۔ تو وہ بول اُٹھا۔ یہ اس کا کلام معلوم ہوتا ہے۔ جس نے توریت نازل کی اور کہا۔ اگر اس نبی کے پاس مین جا سکتا۔ تو اس کے قدم چوستا پادریون کو بلا کر کہا دیکھو اسلام کیسا عمدہ مذہب ہے۔ کیا تم اسے پسند کرتے ہو۔ جب ان سے مخالفت محسوس کی۔ تو کہدیا کہ مین تو تمہین آزماتا تھا۔ یہ کمزوری دنیا کی حرص کا نتیجہ تھی۔ جن مین دنیا پرستی نہین وہ حق کہنے اور حق کا اعلان کرنے سے نہین ڈرتے۔ اور ان کی خدا مدد کرتا ہے۔

ہماری جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ ہر طبقہ کے انسانون کو مناسب کو حال دعوت کرنے کا طریق سیکھے۔

بعض کو باتون کا ایسا ڈھنگ ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ کہنا ہوتا ہے وہ کہہ لیتے ہین اور اس سے ناراضی بھی پیدا نہین ہوتی۔ بعض ظاہر مین خبیث معلوم ہوتے ہین۔ جن سے ناامیدی ہوتی ہے۔ مگر وہ قبول کر لیتے ہین اور بعض غریب طبع دکھائی دیتے ہین اور ان پر بہت کچھ امید ہوتی ہے۔ مگر وہ قبول نہین کرتے۔ اس لئے قول موجہ کی دلیل بادلائل جو اپنے ساتھ روشنی رکھنے والا ہو ضرورت ہے۔ جس سے آخر کار فتح ہوتی ہے۔

دہلی مین سخت مخالفت ہوئی۔ آخر مینے کہا۔ کہ ۱۳۰۰ برس وہ نسخہ (حیات مسیح) آزمایا۔ اس کا نتیجہ دیکھا کہ کئی مرتد ہو گئے۔ اب یہ نسخہ (وفات مسیح) آزما دیکھو دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ ایک شخص بے اختیار اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا حق وہی ہے۔ جو آپ فرماتے ہین۔ غرض قول موجہ بڑی نعمت ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ "اپھو سیگی کیمیا جو کوئی جانے بول"۔ ہر ایک کو ایسی بات کرنی نہین آتی۔ پس چاہیئے۔ کہ جب کلام کرے۔ تو سوچ کر اور مختصر کام کی بات کرے۔ بہت بحثین کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا۔ پس چھوٹا سا چٹکہ کسی وقت چھوڑ دیا۔ جو سیدھا کان کے اندر چلا جائے پھر کبھی اتفاق ہوا تو پھر سہی۔ غرض آہستہ آہستہ پیغام حق پہنچاتا ہے اور تھکے نہین۔ کیونکہ آجکل خدا کی محبت اور اس کے ساتھ تعلق کو لوگ دیوانگی سمجھتے ہین۔ اگر صحابہ اس زمانے مین ہوتے۔ تو لوگ انہین سودائی کہتے اور وہ انہین کافر کہتے۔ دن رات بے ہودہ باتون اور طرح طرح کی غفلتون اور دنیاوی فکرون سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ بات کا اثر دیر سے ہوتا ہے۔ ایک شخص علیگڈہی غالباً تحصیلدار تھا۔ مین نے اسے کچھ نصیحت کی۔ وہ مجھ پر ٹھٹھا کرنے لگا۔ مین نے دل مین کہا۔ مین بھی تمہارا پیچھا نہین چھوڑنے کا۔ آخر باتین کرتے کرتے اس پر وہ وقت آگیا۔ کہ وہ یا تو مجھ پر تمسخر کر رہا تھا۔ یا چیخیں مار مار کر رونے لگا۔ بعض وقت سعید آدمی ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے شقی ہو یاد رکھو۔ ہر قفل کے لئے ایک کلید ہے بات کے لئے بھی ایک چابی ہے۔ وہ مناسب طرز ہے۔ جس طرح دواؤن کی نسبت مینے ابھی کہا۔ کہ کوئی کسی کے لئے مفید اور کوئی کسی کے مفید ہے۔ ایسے ہی ہر ایک بات ایک خاص پیرایے مین خاص شخص کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ یہ نہین کہ سب سے یکسان بات کی جائے۔ بیان کرنیوالے کو چاہیئے۔ کہ کسی کے بُرا کہنے کو بُرا نہ مانے بلکہ اپنا کام کئے جائے اور تھکے نہین۔ امراء کا مزاج بہت نازک ہوتا ہے اور وہ دنیا سے غافل بھی ہوتے ہین۔ بہت باتین سن بھی نہین سکتے۔ انہین کسی موقعہ پر کسی پیرایے مین نہایت نرمی سے نصیحت کر جانا چاہیئے۔

ثبوت ہستی باریتعالےٰ

کسی چیز کی ہستی اس کے آثار سے ثابت ہوتی ہے۔ سو خدا تعالےٰ کی ہستی کے آثار یہ عالم اور اس کا انتظام اس کے صنائع بدائع قدرتی۔ اور اس کے افراد عجیبہ و عجیبہ اور کائنات غریبہ ہین۔ جن سے خالق العالمین کے افعال اور صفات ظاہر باہر ہین کیونکہ ہر ایک فعل کا فاعل ضروری اور ہر ترکیب کا ترکیب و ترتیب باہم مل جائین جسکی صنعت کاری دیکھ کر بڑے بڑے صانعین کی عقل حیران رہ جائے۔ آسمانی اجرام کی ترتیب اور حرکات اور آثار کی تحقیقات و تدقیقات جن لوگون نے بڑے غور سے کی ہے۔ وہ یقیناً سمجھ گئے۔ کہ ایک اعلیٰ ہستی ہے۔ جو اس کائنات اور ممکنات کی خالق اور متصرف ہے۔ ہان فرقہ ناستک (دہریہ) خالق کا انکار کرکے کہتا ہے۔ کہ اتفاقاً ہی ذرات جو قدیم سے ہین اپنے خواص سے یہ صورتین اور ہستین باترتیب اور بے ترتیب بناتے ہین اور پھر مدتہائے معینہ اور ازمنہ متعینہ کے بعد بگاڑتے ہین۔ اور کون و فساد ان ذرات مین سدا سے ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا۔ مگر ان تغیرات اور تبدلات اور رنگ برنگ کے ادل بدل سے پتہ لگتا ہے۔ خاص حرکات سے کہ سکون ان ذرات کا سب حرکات لازمہ تغیرات سے اوّل اوّل ہے۔ پس پہلے پہل اس سکون سے ان کی حرکت کا محرک کوئی ضرور چاہیئے۔ اور محرک اگر کوئی ان کی اپنی ہی خاصیت ہے۔ تو وہ سکون کے بعد ہی کیون پیدا ہوئی۔ اور اسی خاص وقت مین کیون ظہور کیا۔ اگر کہا جاوے۔ کہ کچھ مدت کے بعد وہ حرکت جو بالقوہ اور استعداد کے طور پر ان ذرات مین موجود ہے۔ بالفعل ظاہر ہو جاتی ہے۔ پھر سکون جسے مانہ پرے یا آخرت کہتے ہین ہو جاتا ہے و علیٰ ہذا یون ہی ہوتا رہتا ہے۔ پس بجز خواص ذرات کوئی الگ خالق نہین ہے۔ تو ہم کہتے ہین۔ کہ جب حرکت کے پہلے سکون کا ہونا لازمی ہے۔ تو ثابت ہوا۔ کہ سکون انادی اور قدیم ہے اور حرکت نو پیدا اور حادث ہے۔ پس نو پیدا حرکت کو اس ظہور حرکت سے پہلے کس چیز نے روکا ہوا تھا اور کس نے

اس وقت میں ظاہر کیا۔ اس حرکت کا ظاہر کرنیوالا الٰہی خدا ہے اور وہی خالق۔ ترکیب دینے اور تغیر و تبدل و صورت بنانے کو تحریکات لازم ہیں۔

علاوہ ان دلایل اور علل کے جو مذاہب بیان کرتی ہیں۔ ضمیر کی شہادت بھی یہی ہے۔ کہ اس جہان کا خالق باصفات کاملہ موجود ہے۔ انسان میں بجز قوائے عقلیہ کے جو دماغ سے متعلق ہیں قوائے روحانیہ بھی ہیں جن کے آثار محبت غضب رشک۔ حسد۔ کینہ۔ میلان نفرت وغیرہ ہیں۔ انہیں قوائے روحانیہ کو ضمیر کانشنس اور قلب .. کہا جاتا ہے۔ جیسے قوائے عقلیہ کو عقل اور قوت استدلال اور تعلیل اور قوت بیان اور نطق بولتے ہیں۔

ایمان اور مذہب کا تعلق قوائے روحانیہ سے اوّلاً بالذات ہے اور قوائے عقلیہ سے ثانیاً اور بالعرض یعنی اثبات مسائل مذہبیہ اور استدلال قوائے عقلیہ سے ہوتا ہے ملاء اعلےٰ انبیاء اور اولیاء و اصفیاء کی روحانیت ہی اور لوگوں سے بڑھکر ہوتی ہے۔ اور مہبط وحی بھی وہی قلب و روح اور اس کے قوائے روحانیہ ہوتے ہیں۔

پس تسلی بخش اور تصدیق (سچ جاننا) سے علاوہ ایمان دینے والی دلیل جو اللہ تعالیٰ رب العالمین کا ثبوت دیتی ہے۔ وہ قوائے روحانیہ یا قلب کے ذریعہ اور وحی والہام کے وسیلے ہمیں ملی ہے وہ ہستی اعلیٰ کا ایک اثر ہے۔ پہلے اثر کو جو مذکور ہوا فعل یا کام کہتے ہیں اور اس اثر کو کلام جو وحی الہام کے نام سے موسوم ہو کر انبیاء کے زبانی ظاہر ہوتا ہے اور جیسے قدرتی افعال مصنوعی اعمال سے ممتاز بالعلے امتیاز ہوتے ہیں ویسے ہی بلکہ اس سے بھی اعلےٰ درجہ پر الٰہی کلام وحی و الہام اپنے خواص سے مختص ہو کر مخلوق کے کلام سے پرے درجہ پر بحیثیت عالیہ سرفراز ہوتا ہے۔ مثلاً کلام الٰہی میں انبائے غیب اور پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ جن کا مقابلہ اور مساوات نجوم اور سائنس اور جفر و رمل وغیرہ علوم مظنون کیا کر سکتے ہیں کیونکہ سائنس و نجوم کی بعض پیشگوئیوں کی بنا سلسلہ علت و معلول پر مبنی ہوتی ہے۔ سو اول تو علت و معلول کا استلزام ہی یقینی طور پر نہیں ہوتا۔ اور اگر ہو بھی تو وجود علت یا معلول ہی ظنی طریقہ سے ہوتا ہے۔ جس سے وہ پیشین گوئیاں مشتبہ ہو جاتی ہیں۔ اور اتفاقی باتوں کا تو ٹھکانا ہی کوئی نہیں ہوتا۔ مثلاً فلان سیارہ فلان برج فلان منزل اور فلان ستارہ فلان مقام پر ہو تو یوں ہوگا۔ کیونکہ اکثر اوقات اس کے خلاف دیکھا گیا۔ ایسا ہی قانون رملوں کا حال ہے۔ سب اتفاقی باتیں ہیں۔ ہاں علم جفر۔ جسکی بناء حروف سوال کے ادل بدل کرنے اور ان کے اعداد ابجدی سے اور پھر اپنے حروف لینے پر ہے۔ گو یہ بھی کوئی پختہ قاعدہ قانون نہیں ہوتا۔ اور رمل جو چند اشکال اور ان کے درجات ابیات پر مبنی ہے۔ اور عرفی نجوم وغیرہ فال ان سب کو اگر کسی نبی نے بوحی والہام .. استعمال کیا اور کوئی امر غیب دریافت کیا یا پیشگوئی کی تو وہ کلام من وراء حجاب ہے۔ اور انبیاء و رسل کے بغیر اگر کسی نے یہ بطور قواعد علوم کے استعمال کیا تو واہیات مزخرفات اور بیہودہ گوئی میں داخل ہے۔ اور اسلام میں یہ گناہ کبیرہ بلکہ شرک و کفر کہلاتا ہے۔ اور عقل سلیم بھی اسے دھکے دیتی ہے پس کلام الٰہی جو بذریعہ نبوت پیغمبران خدا اور اولیاء اللہ بطور وحی والہام نازل ہوتا ہے۔ اور اس میں پیش گوئی متضمن امور موجبہ ہدایت انذار و بشارت اہل ایمان و اہل شرارت ہو۔ اس میں بلاشبہ اثبات ہستی اعلیٰ باریتعالیٰ ہوتا ہے کیونکہ جو امور کسی آئندہ زمانہ میں ہونے ہوں اور ان کے اسباب و علامات موجود نہ ہوں یا معلوم بعلوم متعارفہ نہ ہوں۔ ان کی خبر دینا حیطہ قدرت انسان و احاطہ ادراک عالمیان سے باہر ہے پس یہ کلام متضمن پیشگوئی اپنے متکلم خداوند عالم قادر علیم حکیم سمیع و بصیر مالک نعیم و جحیم پر ایک متین دلیل اور بیّن استدلال ہے اور نیز اس مہبط کلام و وحی والہام کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ کہ مخبر صادق ہے کیونکہ ایسے وحی و کلام میں یہ باتیں ہوتی ہیں۔ کہ اس مخبر صادق کے متبعین پر میری رحمتیں اور نعمتیں اس دنیا میں بھی نازل ہونگی اور یہ تابعین دنیاوی عزت بھی پائیں گے اور جاہ و جلال کے اورنگ پر بٹھائے جائیں گے اور اس کے اعداء ذلت اٹھائیں گے اور ہم اس کے مومنین کے جنتی ہونے پر دنیاوی نصرت سے اور کافرین اور اس کے مکفرین مکذبین کے جہنمی بننے پر دنیوی ذلت اور خواری سے مہر لگا دینگے۔

اتفاقیہ طور سے کسی قسم کا عزت پانا اور جاہ جلال کے نشان دکھانا یا کسی قوم کا ذلیل ہونا۔ یا قدیمی عزت کا کھونا کوئی ثبوت حق باطل نہیں بن سکتا۔ مگر پیشگوئی کے موافق ایسا واقعہ ظاہر ہونا بیشک و شبہ حق باطل کا امتیازی نشان ہے۔ اور مخبر مدعی کے صدق کا صاف بیان ہے۔

یاد رہے کہ بعض خوابوں کا سچا ہونا یا غیبی آواز پانا یا غنودگی کی حالت میں بعض مکاشفات کا صحیح ہو جانا صاحب خواب یا کشف کی کلی صدق .. یعنی اس کے ہر ایک دعوے کی سچائی پر گواہ نہیں بن سکتا۔ کیونکہ عموماً بعض فاسقوں فاجروں کے تو امین اور بعض کاہنوں دیوانوں مستانوں کی باتیں اور بعض وظائف خوانوں یا مرتاضوں کے مکاشفے درست نکلتے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں میڈم اور مسمرائزر وغیرہ ایسے امور عجیبہ دکھاتے ہیں۔ مگر ان میں سے اکثروں کی خبریں دروغ بیفروغ ہوتی ہیں اور بعض میڈم اور معمول ہمنشین یا صحبتیوں کے خیالات سے متاثر ہو کر ایسی خبریں دیدیتے ہیں اقتداری پیشگوئیوں کا ایسے مذکورین میں کہیں نام و نشان نہیں ہوتا ایک اور امتیاز یہی ان پیشگوئیوں میں ہو کہ نبی کی پیشگوئی کی بناء ایمان و کفر کے متعلق ہوتی ہو اور دوسری پیشگوئیاں دنیاوی مطالب کے متعلق مثلاً اگر قحط سالی کی پیشگوئی نجومی کرے تو اس کا تعلق کفر و ایمان سے نہیں ہے اور اگر نبی یا خلیفہ نبی کرے تو اس میں یہ ہوتا ہے کہ اگر منکرین شرارت سے باز نہ آئے تو ان پر قحط کا عذاب آئیگا ہاں اگر توبہ کریں تو پھر قحط نہ آئیگا اور فلان شریر اگر شرارت سے باز نہ آیا تو موت یا کسی سخت بلا میں گرفتار ہوگا بصورت توبہ و رجوع اس کو کوئی گرفت نہ ہوگی۔ نجومی وغیرہ مثلاً طبیب تو صرف یہ پیشگوئی کر سکتا ہے کہ یہ شخص فلان بیماری میں مبتلا ہو نیوالا ہے یا چند روز کو مرنیوالا لیکن نبی یا ولی اس کے ابتلاء یا نجات پانیکو اسکی شرارت یا ایمان پر موقوف رکھیگا پس نبی کی پیشگوئی اقتداری ہوگی نہ اور لوگوں کی۔ اور اکثر خوابوں کا درست نکلنا ہی انبیاء و اصفیا کی تصدیق پر شاہد ہے کیونکہ وہ اپنی روحانی قوت سے اخبار غیبی کے واقف ہو کر اس نبی کی بھی تصدیق کریں گے کہ جیسے ہمیں سچی خوابیں آتی ہیں یا سچی آواز غیبی سنتے ہیں۔ یا سچے خیالات اور مکاشفے ہمیں ہو جاتے ہیں ایسے ہی ان لوگوں کو ہو جاتے ہیں ہاں فرق یہ ہے کہ انبیاء کو بکثرت ایسے اخبار غیبی معلوم ہوتے ہیں اور اقتداری بھی ہوتے ہیں مگر ان میڈموں معمولوں کے بعض اور وہ بھی غیر اقتداری یعنی جو بلائیں ان کو کسی پر یا اپنے پر آتی نظر آئیں تو ٹلتی نہیں برخلاف انبیاء کے کہ ان کی دعا سے اکثر بلیات ٹل جاتی ہیں پس اجابت دعوات بھی نبی کے صدق نشانات سے ہی نیز یاد رہے کہ نبی یا خلیفہ نبی کی ہر ایک پیشگوئی پوری ہو کر رہتی ہے ہاں کثرت وقوعات سے بعض امور ایمان بالغیب کے لحاظ سے قابل تاویل رکھے جاتے ہیں تاکہ ایمان کی نعمت ایسی بیدقعت نہ ہو کہ کوشش بھی نہ کرنی پڑے ظاہر ہے کہ آفتاب یا کسی اور اظہر من الشمس اور ابین من الامس چیز پر ایمان لانا کسی انعام کے لائق نہیں۔ انعام تو جب ہی ہے کہ طالب ذرا مشکل سوال یا مسئلہ لاینحل کا حل اور انحلال کر سکے یعنے جیسے مسائل علمیہ ذرا غیب میں ہوتے ہیں اور قوی عقلی سے حل کیے جاتے ہیں تو حل کنندہ کو شاباش یا انعام ملتا ہے ایسا ہی امور غیبیہ ایمانیہ کو اگر کوئی شخص دریافت کرے یعنے اللہ تعالیٰ کی ہستی علی باصفات علیہ کا عرفان اس کے دلائل سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

"موت"

(تقریر بابو برکت علی صاحب احمدی بمقام شملہ)
گذشتہ اشاعت سے آگے

این خیال است و محال است و جنون ۔ قرآن مجید مین روح اور ملائکہ کا لفظ متعدد موقعوں پر استعمال ہوا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روح کی کیفیت کچھ ملائکہ کے مشابہ ہے ۔ مگر بعض مقامات مین روح کے معنے محض کلام الٰہی کے معلوم ہوتے ہین مگر مین نے اپنی روزانہ تلاوت مین اکثر اس بات کا خیال رکھا ہے کہ کہین موت کے وارد ہونے کو اخراج روح سے تعبیر کیا ہو ۔ مگر مجھے تا حال کوئی ایسا موقعہ نہین ملا ۔ بلکہ جہان جہان موت کا ذکر ہے اس کو لفظ وفات اور اس کے مشتقات سے ادا کیا ہے اگر یہ صحیح ہے کہ روح کوئی ایسی چیز نہین ۔ جو جسم مین جاگزین ہو اور اس کے خارج ہونے سے موت ہوتی ہو تو میرا یہ خیال ہے کہ قائم زندگی محض امر رب ہے اور جب حیات کی حد ہو چکتی ہے ۔ تو ملک الموت جو انسان کے ساتھ شامل ہے ۔ جان قبض کر لیتا ہے ۔

این ما تکونوا یدرککم الموت ۔ و لو کنتم فی بروج مشیدۃ ۔ النساء رکوع ۱۱ ۔ جہان کہین تم ہو ۔ موت تم کو آئیگی خواہ تم بلند برجون مین ہی کیون نہ ہو ۔ یون تو الم نجعل الارض کفاتا ۔ احیاءً و امواتا ۔ (المرسلٰت رکوع اول) کے حکم سے ہر زندہ اور مردہ کے لئے یہی زمین کافی ہے مگر پھر بھی عوام الناس کے محاورہ کو مدنظر رکھکر یہ بتایا ہے کہ خواہ انسان کہین ہو اور اپنی طرف سے کیسی محفوظ جگہ اختیار کرے وہ موت سے بچ نہین سکتا ۔ جان قبض کرنے کے لئے کوئی ایسا مجسم اور ٹھوس وجود باہر سے نہین آتا کہ وہ بند دروازون مین یا قلعہ کی دیوارون مین نہ گھس سکے وہ تو وہین ہے جہان انسان ہے اور اجل مسمّٰی کے ختم ہونے پر وہین اس کو قبض کر لیتا ہے ۔

فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت ۔ اللہ تعالےٰ جس نفس پر موت کا حکم دیدیتا ہے ۔ اس کو واپس نہین آنے دیتا ۔ قد سبق القول منی ۔ حرام علیٰ قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مجھ سے یہ قول ہو چکا ہے جس قریہ کو ہم نے ہلاک کر دیا ہے اس پر حرام ہے ۔ بتحقیق وہ واپس دنیا مین نہین آتے قیاساً بھی یہ بات لغو معلوم ہوتی ہے ۔ کہ جس نفس پر موت وارد ہو چکی وہ پھر واپس آجائے وہ تو مُردہ ہو چکا ۔ اس مین جان باقی نہین ۔ جب تک جان باقی ہے تب تک اس کے زندہ ہونے کی اُمید ہے اور کوئی شخص کسی ترکیب سے جو وہ بھی حکم الٰہی سے ہے اس کو زندہ کر سکتا ہے ۔ ایک لحظہ کے لئے یا زیادہ مدت کے لئے مگر جب موت ہو چکی تو پھر اس کا زندہ ہونا ناممکن ہے ۔ موت بعد و من ورائہم برزخ الیٰ یوم یبعثون" یوم حشر تک برزخ کی حالت رہیگی ۔ وہ ایک پردہ ہے ۔ انسان کو اس کی مدت محسوس نہین ہو سکتی ۔ اسی لئے جب وہ قیامت کو اُٹھایا جائے گا تو اوسے معلوم ہو گا کہ وہ گویا نیند سے اُٹھا ہے ۔ اس برزخ کی حالت سے وہ پھر عالم ہوش مین نہین آسکتا ۔ پس یہ قصے کہانیان کہ کسی شخص نے موت کے بعد کے حالات کو دیکھا ہے یا وہ مر کر واپس آگیا ہے محض دھوکہ ہے ۔ ان کی وہی حقیقت ہے ، جو مینے پیشتر بیان کی ہے ۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے ایسا وجود نہین ۔ ان کی ایسی ہستی نہین کہ وہ بھول جائین ۔ بھول کر کسی ایسے شخص کو موت دیدین ۔ جس کا وقت معینہ ختم نہین ہوا اور بعد ازان معلوم ہونے پر اس کو پھر دنیا مین بھیجدین ۔ اگر اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتہ بھی غلطی کر سکتے ہین ۔ تو پھر اللہ تعالےٰ کی سبحانیت پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے ۔ ملائکہ کی نسبت قرآن مجید مین لکھا ہے کہ وہ جس کام پر مامور ہین ہرگز اس کے بجالانے سے چوک نہین سکتے ۔ دنیا اور مافیہا کی طرف دیکھو اور کل کائنات کے وجود اور اس کے انتظام پر غور کرو ۔ کیا وہ خدا جس نے یہ کارخانہ رچایا ہے اور ایسا عظیم الشان کارخانہ ہے کہ اس کی انتہا انسانی عقل و فکر سے باہر ہے کبھی غلطی کر سکتا ہے ۔ اسکی نسبت ایسا گمان کرنا میرے خیال مین معصیت مین داخل ہے ۔ یہ جہالت کے خیالات ہین ۔ کہ فرشتہ غلطی کر سکتا ہے ۔ بحکم ربی اس کی شان سے بعید ہے کہ وہ غلطی کرے ۔

وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتاباً موجلاً ۔ (آل عمران ۔ رکوع ۱۵) کوئی نفس اللہ کے حکم کے بغیر نہین مر سکتا ۔ وہ ایک وقت ہے ، جو مقرر ہو چکا ہے ۔ انسانی تدابیر کوشش ہی کی تہی تاریخ مگر وہ تدابیر کامیاب ہوتی ہین ۔ جب تک ۔ موت کا وقت نہین ہو پہنچتا ۔ بچے جوان بڈھے اپنے اپنے وقت پر اس جہان فانی سے گذرتے چلے جاتے ہین عام دنیا دار بھی ۔ ڈاکٹر اور حکیم بھی اور برگزیدگان خدا ۔ ہر شخص اپنے فہم اور ادراک کے مطابق علاج کرتا ہے ۔ مگر ہمیشہ تو کامیاب نہین ہوتا ۔ اللہ تعالیٰ جس طرح اور جن اسباب کے ذریعہ چاہتا ہے موت دیدیتا ہے ۔ کوئی گر کر مرتا ہے ۔ کوئی چوٹ سے کوئی ڈوب کر ۔ کوئی لڑائی مین ۔ کوئی بیمار ہو کر ۔ غرضیکہ ہزارہا طریق سے انسان موت وارد ہوتی ہے ہزار کوشش کرو کوئی پیش نہین جاتی ۔ اور کبھی عقل اور دانش چھین لیتا ہے اور مناسب تدبیر سے روک رکھتا ہے مجھے پھر اپنی لڑکی کی موت یاد آگئی اور اس کے تجربہ سے میرا ایمان اور پختہ ہو گیا ہے کہ سب کچھ حکم رب سے ہوتا ہے اور واقعی وقت موت مقرر ہوتا ہے ۔ موت کے قریب انسان کی عادات مین عموماً کچھ تغیر واقعہ ہو جاتا ہے اور اس سے غیر معمولی حرکتین سرزد ہوتی ہین ۔ وہ دیکھنے والے اس سے بے خبر ہوتے ہین مگر موت کے نشانات اس کو مل جاتے ہین ۔ میری لڑکی کے لئے گھر مین قریب ایک ماہ سے یہ تجویز ہو رہی تہی ۔ کہ اس کو ارنڈ کے بیج کا جلاب دیدیا جاوے ۔ مگر مجھے یہ نہین سوجھی ۔ کہ کسی اور واقفکار یا ڈاکٹر سے مشورہ لے لون تو پھر بھی ایک وقت تک عقل پر پردہ پڑا رہا کہ حالت نازک ہو گئی ہے ۔ اور مین کسی تجربہ کار ڈاکٹر کو بلاؤن ۔ حال پُرسان اور دیکھنے والون نے کوئی تجویز پیش نہین کی کہ جلدی یہ یا وہ تدبیر کرنی چاہئیے حتےٰ کہ زہر اس کے معدہ مین اثر کر گیا اور سب تدبیرین اور علاج او ہوسے رہے اور موت نے اس کو آخر آن لیا کسی وقت خیال آتا ہے ۔ کہ حالت قابل علاج تھی ۔ مگر غلطیون اور لاعلمی کی وجہ سے نوبت باین رسید ۔ مگر جب غور کیا جاتا ہے کہ آخر کیا باعث ہوا کہ غلطی ہوئی اور بعد ازان کوئی تدبیر بہتری کی نہ سوجھی تو مجبوراً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس کی عمر ہو چکی تھی ۔ ورنہ ضرور کوئی سبب اس کے بچنے کا پیدا ہو جاتا ۔ کیا ڈاکٹرون اور حکیمون کے بچے نہین مرتے ۔ مرتے ہین ۔ پس ہماری غلطی اور ناواقفی موت کا محض بہانا تہا ۔ اس کے ضمن مین مجھے ایک اور بات یاد آگئی ہے ۔ وہ یہ کہ موت سے قدرے پہلے اس کو بیٹین سنائی گئی تہی اور وہ ایسی دہیمی آواز سے بلکہ بالکل منہ ہی مین پڑھی گئی تہی ۔ کہ دیگر پاس بیٹھنے والے

لوگون کو سنائی نہین دیتی تھی۔ اس سے پیشتر ہی اس کے قوت سمع اور بصر مین کمی واقع ہو گئی تھی۔ ہماری آواز کو وہ سن نہین سکتی تہی اور اس کا جواب دیتی تہی۔ کچھ عرصہ پہلے قدرے طاقت کی حالت مین وہ کہہ چکی تہی کہ میری آنکھون کے آگے اندہیرا آتا جاتا ہے اور کچھ دکھائی نہین دیتا۔ ایسی حالت مین جب یٰسین پڑہی جا رہی تہی تو واللہ اعلم۔ وہ کون سا موقع تھا۔ کہ وہ منہہ کی طرف دہیان کر کے مسکراتی۔ خدا جانے کہ وہ مسکرانا کس وجہ سے تھا مگر اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ موت کے نزدیک انسان کو وہ وقت یاد ہوتا ہے اور ضرور وہ کچھ دیکھتا اور سنتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شخصی موتون مین سے ایک موت کسی کامل برگزیدہ خدا کی بد دعا سے ہوتی ہے اور ایک مباہلہ مین اس کے مقابلہ پر آنے سے۔ قرآن شریف مین اسی قسم کی اموات کا بھی ذکر ہے مگر اسلام وہ دین ہے کہ وہ اور مذاہب کی طرح یہ نہین کہ قصہ کہانی رہ گیا ہو بلکہ وہ ایک زندہ مذہب ہے اور اسکی صداقت کے نمونے ہر زمانے مین موجود ہوتے ہین فی زمانہ بھی ایک شخص انبیاء اور مرسلین کی صفات والا موجود ہے۔ اور اس کی ذات سے اس قسم کی موتین واقع ہوئی ہین۔ مثلاً لیکھرام آریہ۔ عبد اللہ آتہم عیسائی۔ مولوی اسمٰعیل علی گڑہی۔ مولوی غلام دستگیر قصوری وغیرہم۔ اس کی بد دعا سے اور اس کے ساتھ مباہلہ کرنے سے مرنے کی یادگار ہین۔ معترض کہتا ہے۔ کہ جب موت مقدر ہے۔ تو کسی کا مرنا دوسرے کی صداقت کی دلیل کیون کر ٹھہر سکتا ہے اس مین شک نہین کہ موت سب کے لئے مقدر ہے اور کوئی اس سے بچ نہین سکتا۔ بلکہ وہ شخص خود بھی آخر مرنے والا ہے مگر جب ہم متواتر دیکھتے ہین۔ کہ مباہلہ مین آنیوالا ضرور ہلاک ہوتا ہے اور اس کی بد دعا خالی نہین جاتی۔ تو لازماً یہی نتیجہ نکالنا پڑتا ہے۔ کہ اس کی بد دعا کا کبھی خالی نہ جانا اور ہر شخص کا جو مباہلہ مین اس کے مقابل آئے ہلاک ہونا محض اتفاق نہین ہو سکتا۔ اتفاق تو اُسے کہتے ہین کہ گاہے ایک واقعہ پیش آئے اور گاہے نہ آئے۔ مگر جب کوئی وار خالی نہ جائے۔ تو اسکو اتفاق نہین کہہ سکتے بلکہ ماننا پڑتا ہے کہ وہ اپنے دعوے مین صادق ہے اور جو مرتا ہے وہ ضرور غلطی کی حالت مین مرتا ہے

شخصی اور قومی اموات مین سے ایک کفر اور شرک کی حالت مین مرنا ہوتا ہے۔ اور ایک فی سبیل اللہ۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہے۔ وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتاباً موجلا۔ ومن یرد ثواب الدنیا نوتہ منہا۔ ومن یرد ثواب الآخرۃ نوتہ منہا وسنجزی الشاکرین۔ ع (آل عمران۔ رکوع ۱۵)

کوئی شخص بلا اذن آلہی نہین مرتا اور وہ ایک وقت مقرر ہے اور جو ثواب دنیا چاہتا ہے ہم اس کو وہی دیتے ہین اور جو ثواب آخرت چاہتا ہے اس کو وہ دیتے ہین اور ہم جلدی شکر گزارون کو بدلا دینے والے ہین۔ پھر اس سے یہ بات ثابت ہے کہ موت تو مقدر ہے مگر باذن آلہی انسان زندگی کی حالت مین ثواب دنیا یا ثواب آخرت کا وارث ہو جاتا ہے۔ کوئی کسی حالت مین مرتا ہے اور کوئی کسی حالت مین۔ زندگی کی حالت مین اختیار خداداد سے وہ نیکی یا بدی کا ذمہ وار ہوتا ہے اور اسی حالت مین اس کی موت ہوتی ہے۔ مگر ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔ البقرہ۔ رکوع ۱۵۔ ان لوگون کو جو اللہ کے رستہ مین قتل ہو جائین۔ مردہ مت کہو۔ بلکہ وہ تو زندہ ہین۔ لیکن تم شعور نہین کرتے۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاء عند ربہم یرزقون۔ الخ آل عمران۔ رکوع ۱۷۔ ان لوگون کو جو اللہ کے رستہ مین قتل ہو جائین مردہ مت گمان کرو۔ بل اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہی زندہ ہین ان کو رزق ملتا ہے۔ ان آیات سے بخوبی واضح ہے کہ موت فی سبیل اللہ حقیقی زندگی ہے کیونکہ یہ ایسی موت ہے کہ اس کے نیک ثمرات قائم رہتے ہین اور جیسا انسان یہان خوش و خورم ہوتا ہے وہی حالت خوشی اور خرمی کی اس کے ساتھ قائم رہتی ہے اور اللہ تعالےٰ کے ہان سے اس کو اور انعامات ملتے ہین۔ اس موت کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے یہ ضروری نہین کہ انسان جہاد مین مارا جائے بلکہ خواہ کسی طرح مارا جائے یا مرے۔ موت اس کی فی سبیل اللہ ہو یعنے اسلام کی حالت مین ہو یہی شہادت ہے۔ بیماری سے مرے۔ وبا کے جہونکے مین آکر مرے۔ کسی کے مارنے سے مرے۔ مگر ایمانی حالت مین مرے۔ بس یہی شہادت ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے۔ والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولٓئک ہم الصدیقون۔ والشہداء عند ربہم الخ۔ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے۔ وہی صدیق ہین اور وہی اللہ کے نزدیک شہید ہین۔ پس مرتبہ شہادت حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری نہین کہ موت کا کوئی ایسا وسیلہ تلاش کیا جائے کہ کسی کافر یا مشرک کے ہاتہہ سے قتل ہو بلکہ اپنے ہر عقیدہ مین اور ہر فعل مین رضائے مولا کو مد نظر رکھے اور اسی کے مطابق اپنا عقیدہ اور عمل کرے اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو۔ تو وہ اس کے لئے شہادت ہے یہ خیال جہالت کا خیال ہے۔ کہ حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام واللہ یعصمک من الناس کے وعدہ کے مطابق طبعی موت سے فوت ہون اور آپ کی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ اور سب مراتب ثواب کے ملے مگر شہادت کا مرتبہ نہ ملا اور اس کے لئے آپ کے نواسے کو شہید قائم کرکے وہ شہادت آپ کی طرف منسوب کی جائے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ لاریب شہید ہوئے۔ مگر حضور سرور کائنات کا خاتمہ بھی تو لا الہ الا اللہ کی شہادت پر ہوا۔ بلکہ ایسی شہادت تو کسی فرد بشر نے قائم کرکے نہین دکھائی اور نہ ممکن ہے۔ کیونکہ سب فضیلت کے مدارج آپ کی ذات مین کمال پر پہونچ چکے اور شہادت کا مرتبہ بھی اب صرف آپ ہی کی اتباع سے مل سکتا ہے۔ پس آپ کی نسبت یہ گمان کرنا کہ انہین شہادت کا مرتبہ نہین ملا۔ سخت جہالت ہے۔ بلکہ مین تو کہونگا کفر ہے۔ اللہ تعالےٰ ایسے عقیدہ سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایمانی موت کو شہادت قرار دیا ہے اسی لئے حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بھی ہے۔ کہ ایماندار شخص جو وبا کے جہونکے مین آکر مر جاتا ہے وہ بھی شہید ہے وبا ایک عذابی موت ہوتی ہے پس جس طرح مومن جہاد کی لڑائیون مین مر کر جو کفار کے لئے عذاب کے رنگ مین پیش آئی تھین شہید کہلائے اسی طرح جو مومن وبا سے مرے شہید ہے۔ ایمانی حالت پیدا کرو۔ پھر خواہ موت کسی طرح سے واقع ہو وہ شہادت ہے۔ البتہ یہ حالت پیدا کرنا بھی کچھ اپنے بس کی بات نہین اللہ تعالیٰ جسے توفیق دے۔ اللہ تعالےٰ نے ہر زمانہ مین ایسے وسائل رکھدیئے ہے کہ ایمان آزمایا جاتا ہے۔ ایک ہم کم نصیب ہین کہ اپنے اخلاق تک درست نہین کر سکتے اور ایک ایسے بھی ہین جنہون نے ایمان پر جان قربان کر دی۔ سید عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کا واقعہ کابل مین۔ وہ حضرت امام علیہ السلام سے وعدہ کر کے جاتے ہین کہ مین حتے الوسعت دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ وطن جاتے ہین تو ان کو اس عقیدہ کے باعث کہ وہ حضرت عیسے علیہ السلام کو فوت شدہ مانتے ہین۔ حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود تسلیم کرتے ہین اور جہاد کو اب حرام سمجھتے ہین۔ کفر کا فتوے دیا جاتا ہے اور ان کو سنگساری سے قتل کئے جانے کا حکم دیا جاتا ہے قتل سے پیشتر ان کو یقین دلایا جاتا ہے کہ اگر وہ ان عقائد سے باز آجاوین تو ان کو بڑے اعزاز سے رہا کر دیا جائیگا۔ مگر وہ دین کے مقابلہ مین کسی قسم کی موت سے ہراسان نہین ہوتے اور سنگسار ہونے کو قبول کرتے ہین۔ کیا یہ شہادت نہین۔ حقیقی شہادت یہی ہے اگر یہ شہادت نہین تو اور کوئی شہادت ہو ہی نہین سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہمین توفیق دے۔ کہ ہم ایمان مین ثابت قدم رہین۔ آمین۔

قومی اموات کئی طرح سے واقع ہوتی ہین۔ وبا سے

زلزلہ سے ۔ مینہ اندھیری سے وغیرہ وغیرہ ۔ قرآن شریف نے شہادت دی ہے ۔ کہ قومی اموات عموماً فسق و فجور کے باعث عذابی رنگ مین ہوتی ہین اور خصوصاً اس وقت جبکہ کوئی منذر من اللہ قوم کی اصلاح کے لئے مامور ہوا اور لوگ اس کی تکذیب کرین ۔ کتاب اللہ مین قوم نوح ۔ قوم عاد و ثمود کا ذکر اور بعض دیگر اقوام کا ذکر پڑھو ۔ تو معلوم ہو جائیگا ۔ کہ مرسلین کی تکذیب کے باعث قوم پر عذاب ضرور آتا ہے اور وبا سے ۔ زلزلہ سے یا مینہ اندھیری سے ہلاک کر دئے جاتے ہین ۔ اس زمانہ مین بھی دیکھو ۔ ایک شخص نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کے لئے مامور ہونے کا دعوےٰ کیا ہے بعد از تبلیغ اس نے انذار سنا دیا ۔ لوگون نے تکذیب کی ۔ آخر عذاب قومی مختلف رنگون مین ظہور پذیر ہوا ۔ طاعون ۔ زلزلہ قحط ۔ سب عذاب کے نشانات ہین ۔ یہ سب اس کے دعوے کے بعد اور اس کے انذار سنانے کے بعد ظاہر ہوئے ۔ پس ضرور ہے کہ اس کی تکذیب کے باعث ہین ۔ طاعون ۔ زلزلہ ۔ قحط ہمیشہ دنیا مین آتے رہتے ہین ۔ مگر جن انبیاء و مرسلین کا ذکر قرآن شریف مین ہے ۔ کیا ان سے پہلے یہ حادثے نہین ہوئے تھے ضرور ہوئے تھے ۔ پس جن وجوہات سے اس وقت ان کو عذاب قرار دیا گیا اور ان کی تکذیب کا باعث ٹھیرایا گیا ۔ انہی وجوہات سے یہ اب عذاب مین داخل ہین اور حضرت مرزا صاحب کی تکذیب کے باعث ہین ۔ وہ کہتا ہے اور بڑے زور سے منادی کرتا ہے کہ اب بھی اگر لوگ فسق و فجور سے باز آجاوین اور میری تکذیب نہ کرین ۔ استہزاء اور مذاق چھوڑ دین اور دشنام دہی سے پرہیز کرین تو یہ عذاب ٹل سکتے ہین ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک مین فرمایا ہے کہ اگر لوگ اپنے اعمال کو درست کر لین تو مجھے کیا پڑی کہ مین ان کو عذاب مین گرفتار کرون ۔ پس اگر لوگون کو یہ یقین نہین آتا کہ یہ عذاب ان کی تکذیب کے باعث ہین ۔ تو وہ انہین کے نسخہ پر عمل کر کے دیکھ لین ۔ ان کا تو کچھ بگڑتا نہین بلکہ ان کا فائدہ ہے اور ان پر حقیقت منکشف ہو جائے گی ۔ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا ارشاد خداوندی ہے ۔ یہ غلط نہین ہو سکتا پس جب یہ ارشاد خداوندی ہے اور ایک مرسل من اللہ بھی موجود ہے تو اب کیونکر شک ہو سکتا ہے ۔ کہ وہ کاذب ہے ۔ دنیا نے طاعون زلزلون اور قحط کو عذاب تسلیم کیا ہے اور قرآن شریف نے بھی یہی شہادت دی ہے ۔ کہ اس قسم کی قومی موتین عذاب ہوتی ہین ۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالےٰ نے کہا ہے ۔ کہ جب تک ہم اپنے کسی بندہ کے ذریعہ حجت قائم نہ کرین ۔ ہم عذاب نہین بھیجا کرتے پس اس وقت جب ایک شخص دعوےٰ کرتا ہے ۔ کہ مین اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہون اور عذاب بھی نازل ہو چکا ہے تو اب اس کی صداقت مین ہرگز شک نہین ہو سکتا ۔ اس مسئلہ پر مختلف پہلوؤن سے آئے دن بحث رہتی ہے ۔ اس لئے اس پر زیادہ خامہ فرسائی کرنا محض مضمون کو طول دینا ہے ۔

اب ایک بات یہ سوچنے کے قابل رہ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے موت انسان کے ساتھ کیون لگا دی ہے ۔ مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ نے ایک دفعہ یہ فلسفیانہ جواب دیا تھا ۔ کہ ہر ایک چیز چاہتی ہے ۔ کہ چونکہ میرا خالق لا انتہا ہے اسی طرح مین بھی لا انتہا بن جاؤن ۔ پھر جب وہ بڑھنا چاہتی ہے اور اپنی حد سے بڑھنے لگتی ہے تو اس کی زیادتی کو نابود کیا جاتا ہے اور اس کے صرف وہی اجزا باقی رکھے جاتے ہین ۔ جو اس کی تخم ریزی کے لئے باقی رہ سکین ۔ تاکہ اس کا نام و نشان دنیا سے نابود نہ ہو جائے ۔ یہ جواب عجیب اور قابل قدر جواب ہے ، مگر قرآن شریف نے اس کا یہ جواب دیا ہے ۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ط وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ (الانبیاء رکوع ۳)

ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے ۔ اور ہم تمہین (تمہاری) شر اور خیر سے جو ایک فتنہ ہے ۔ آزمائین گے اور تم نے ہماری جانب ہی رجوع کرنا ہے ۔ مین نے تمہاری شر اور خیر اس واسطے کہا کہ اللہ تعالےٰ تو پاک اور قدوس ہے اور عین خیر ہی خیر ہے ۔ اس کے لئے کوئی شر نہین ہو سکتی ۔ پس خیر و شر ہمارے ہی واسطے ہے اور اس مین ایک آزمائش مقصود ہے اللہ تعالیٰ کو ایسی باتون کی ضرورت نہین ۔ کیونکہ وہ احتیاج سے بری ہے ۔ مگر اس نے اپنی مرضی سے ایسا قانون رکھا ہے اس مین کسی کو چون و چرا کہنے کا حق نہین ۔ بچے جوان بوڑھے مرتے ہین ۔ انسان اس سے عبرت حاصل کرتا ہے ۔ دوسرے کی موت کو دیکھ کر اپنے لئے سبق حاصل کرتا ہے ۔ اس کو ہمدردی ۔ محبت ۔ الفت دکھانے کا موقعہ ملتا ہے اور دنیا کی ناپائیداری کیطرف غور کر کے اپنے عقائد اور اعمال کی اصلاح کا فکر ہوتا ہے ۔ اس کے قریبی رشتہ دارون کو ان مشترکہ فوائد کے علاوہ صبر کا سبق ملتا ہے اور دوستون ہمسایون کی ہمدردی کے موازنہ کا موقعہ ملتا ہے اور اس سے وہ اپنے لئے کئی نوع کے سبق حاصل کر سکتے ہین ۔ جو شخص دوسرے کی موت کو دیکھ کر کوئی عبرت نہین پکڑتا اور اس سے کوئی سبق نہین سیکھتا وہ خسارہ اٹھانے والا ہے ۔

دوسرا جواب قرآن شریف نے یہ دیا ہے ۔ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۔ اس نے (اللہ تعالیٰ نے) موت اور حیات اس لئے لگا دی ہے تا دیکھے کہ تم مین سے نیک اعمال کون کرتا ہے ۔ پہلے جواب مین بچون جوانون بوڑھون سب کی موت آجاتی ہے ۔ مگر اس جواب مین صرف ان کی موت مدنظر ہے ۔ جو ذیعقل اور ہوش سنبھال کر مرتے ہین وہ نیک و بد مین تمیز کرنے کا مادہ رکھتے ہین ۔ ان مین نیک و بد تمیز کرنے کی قوت کا ہونا اس امر واقعی کی شہادت ہے ۔ کہ وہ اس کے ذمہ وار ہین ۔ دنیا آزمائش کی جگہ ہے ۔ گو سوشیل انتظام قائم رکھنے کے لئے یہان بھی قانون بنے ہوئے ہین اور ان کی خلاف ورزی سے سزائین ملتی ہین اور ان پر عمل کرنے سے بہت اوقات انعامات بھی ملتے ہین مگر اس کا فیصلہ کون کر سکتا ہے کہ وہ قانون حقیقی ہین اور وہ سزائین حقیقی ہین اور پھر جو در پردہ بدیان اور شرارتین ہوتی ہین ۔ ان کا انسداد کچھ نہین وہ واضعان قانون کے علم مین نہین آتے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ یہ دنیا تو ایک فریب کی ٹٹی ہے اور حقیقت ضرور کسی اور وقت کھلے گی اور وہ موت کے بعد کا وقت ہے پس ضرور ہے یہان کے اعمال کی پرسش موت کے بعد ہو گی اور ان کے مطابق انسان جزا اور سزا بھگتے گا اور یہ سچ ہے ۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حیات اور موت اسی لئے پیدا کی ہے تاکہ دیکھے کہ نیک اعمال کون بجا لاتا ہے ۔

مینے پیشتر بیان کیا ہے ۔ کہ ایک موت ایسی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندگی ہے ۔ پس عقلمند انسان کو یہی موت حاصل کرنی چاہیئے ۔ وہ شہادت کی موت ہے ۔ یعنے کلمہ لا اله الا الله محمد رسول الله پر موت ہو ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ اے وہ لوگو ! جو ایمان لے آئے ہو ۔ اللہ اور اس کے رسُول کی بات سنو جب وہ تمہین اس امر کی طرف بلاتا ہے جو تمہین زندگی بخشے ۔ یہ روحانی زندگی ہے ۔ اس مین جب تم مر بھی جاؤ گے ۔ تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک زندہ ہو گے ۔ ثواب پاؤ گے طرح طرح کی نعمتین پاؤ گے ۔ خوش و خورم رہو گے اور کبھی بھی اس حالت سے نہین گرو گے ۔ وہ رسول جس کو یہ خطاب کیا گیا ہے ۔ دنیا مین بجسم عنصری موجود نہین ۔ مگر وہ زندہ رسول ہے ۔ کیونکہ اس کے انوار و برکات قیامت تک قائم رہنے والے ہین ۔ اس کی تعلیم پر چل کر جو اللہ تعالیٰ سے حاصل کر کے اس نے دنیا مین قائم کی ۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس کے خلیفے مبعوث ہوتے رہین گے ۔

وہ اس کا بروز ہین اور اسی تعلیم کو پھیلاتے ہین اور ایک معنون مین ان کی تعلیم اس رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے اس وقت بھی ایسا ہی ایک خلیفہ موجود ہے ۔ جو بروز

آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کی تعلیم گویا حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ پس اگر حیات ابدی چاہتے ہو۔ وہ حیات چاہتے ہو۔ کہ جس مین خیر ہی خیر ہے اور شر کا نام نہین اور وہ حیات چاہتے ہو۔ جو کبھی منقطع ہونے والی نہین۔ تو اس حکم خداوندی کے ماتحت ہو جاؤ۔ اس کی آواز کو سنو اسکی تعلیم پر عملپیرا ہو جاؤ۔ باقی سب ستے نجات سے بند ہین۔

میرا مضمون ختم ہو چکا اور مین امید کرتا ہون کہ مختصر آ ہمنے موت کے سب پہلوؤن پر بحث کر دی ہے۔ مگر ایک بات اور عرض کرنی چاہتا ہون۔ وہ یہ کہ مضمون نویسی اور اس کے سننے سے صرف یہ مدعا مد نظر نہین ہونا چاہیئے۔ کہ ایک نے سنایا اور دوسرے نے سن لیا اور بس۔ بلکہ اچھے خیالات مین اور اعمال مین ترقی کرنی چاہیئے۔ ہر بات قدم آگے بڑھانا چاہیئے۔ محض یہ خیال کرنا اور کہدینا کافی نہین۔ کہ مین جس لائق ہون۔ وہ کر رہا ہون۔ بلکہ ہمیشہ زیادہ لائق بننے اور زیادت لیاقت کے کام کرنے کے سعی کرنی چاہیئے۔ یہ کوئی شخص خیال نہین کر سکتا۔ کہ اب سعی کی حد اس کے واسطے ہو چکی۔ بلکہ جو شخص نیکی کے پہلو کو اختیار کرے۔ اس کو لازم ہے کہ نظر اوپر کی جانب رکھے اور ترقی مین کوشان رہے۔

نتیجہ اس ساری بحث کا یہ ہے۔ ولا تدع مع اللہ الہاً اٰخر۔ لا الٰہ الا ھو۔ کل شیء ھالک الا وجھہ لہ الحکم والیہ ترجعون۔ القصص۔ رکوع ۹۔

اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کر۔ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہین۔ اس کی ذات کے سوا سب چیزین ہلاک ہونیوالی ہین۔ حکم اسی کا ہے۔ اور اسی کی طرف تم نے لوٹنا ہے۔ عبادت کے لائق وہی ذات پاک ہے۔ اس کے سوائے سب چیزین ہلاک ہونے والی ہین۔ اس لئے وہ عبادت کے لائق نہین۔ پس اور کسی پر بھروسہ نہ کرو۔ اپنی خواہشات کو چھوڑ دو اور ہر حالت مین اسکی رضا کو مقدم کرو۔ اللہ تعالےٰ ہمین توفیق دے کہ ہم اس کی رضا پر چلنے والے ہون۔

مرثیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

محرم کا مہینہ ہے اور مرثیے بہت پڑھے جا رہے ہین
یہ مرثیہ بھی موجب دلچسپی ناظرین ہوگا۔

جب حضرت عیسیٰ سے کیا کوچ جہان سے
اور داخل جنت ہوئے وہ عزت و شان سے
ممتاز ہوئے رحمت و انعام جنان سے
جاری تھی یہ آواز فرشتون کی زبان سے
حق اپنی رسالت کا ادا کر گئے عیسیٰ
تبلیغ کو پورا کیا اور مر گئے عیسیٰ

مریم کا پسر عیسیٰ نبی صاحب انجیل
مامور خدا از رہ نما مہبط جبریل
مشغول شب و روز بہ تسبیح و بہ تہلیل
مبعوث ہوئے حق سے پئے قوم سرائیل
افسوس کہ اس قوم سے دو فرقے بدنے
از عدو کی رنج اس کو عدوان اٹھائے

توریت مین لکھا ہے جو لکڑی پر مریگا
ملعون ہے فاسق وہ جہنم مین گریگا
اور جھوٹا نبی قتل کی تکلیف سہیگا۔
اعداء سے داخل جنت نہ کریگا
ملعون کو فاسق کو کبھی رفع نہ ہوگا
دوزخ کا عذاب اوس سے کبھی دفع نہ ہوگا

کم بختون نے اس زعم سے عیسیٰ کو ستایا
مظلوم پہ الزام بغاوت کا لگایا
منصوبے گئے رنج دے رقیہ کر دیا
مظلوم بصد عجز سخن لب پہ یہ لایا
مولا تو مجھے موت صلیبی سے بچانا
نبیون کی طرح اپنی طرف مجھ کو اٹھانا

آئی یہ ندا اے میرے پیارے میرے عیسیٰ
انی ستو فیک نہ کر فکر تو اصلا
یعنے تو نہ مردودون کے مارے سے مریگا
ہم خود طبعی موت سے مارین تو ہے زیبا
پر تجھ سے ابھی کام بہت لیوین گے پیارے
جب مارین گے تب رفع تجھے ہووین پیارے

جب کان مین آئی یہ ندا دلکش و پیاری
بس سنتے ہی خوش ہو گیا وہ عاشق باری
اور عجز سے سجدہ مین جھکا وہ گئی باری
یان ... جمع ہوا سب بے فرقہ ناری
جس وقت کہ مظلوم کو زندان سے نکالا
وہ ظلم کئے جس سے زمین تھی تہ و بالا

مردودون نے مظلوم کو بیکس کو ستایا
ملعون کہا جبر کیا رحم نہ کھایا
بے دردون نے بیرحمی سے لکڑی پہ چڑھایا
خالق نے مگر موت صلیبی سے بچایا
گو منکرون سے کفار نے تن چور کیا تھا
رحمٰن نے مگر قتل سے محصور کیا تھا

القصہ بہ فضل و کرم خالق یکتا
کفار کے حملون سے بچے حضرت عیسیٰ
زخمون پہ لگایا جو گیا مرہم عیسیٰ
اچھے ہوئے سب زخم تو پھر حکم یہ پہونچا
کشمیر مین اب جاؤ کرو حکم خدا کا
دس فرقے وہان راہ تیری تکتے ہین پیارے
تم جاؤ۔ کہ وہ یان نہین آسکتے ہین پیارے

یہ سنتے ہی باندھی کمر ہمت مردان
ہمراہ لیا مان کو کیا سفر کا سامان
اللہ کی عنایات سے باعزت و باشان
کشمیر مین آئے پئے تبلیغ نمایان
پہونچا دئے احکام خدا فرقہ دس تک
زندہ رہے بس ایک سو تین برس تک

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

المفتی

۱۲۶۔ عقیقہ کی نسبت سوال ہوا۔ کہ کس دن کرنا چاہیئے۔ فرمایا۔ ساتوین دن۔ اگر نہ ہو سکے تو پھر جب خدا توفیق دے۔ ایک روایت مین ہے۔ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا عقیقہ چالیس سال کی عمر مین کیا تھا۔ ایسی روایات کو نیک ظن سے دیکھنا چاہیئے جب تک قرآن مجید واحادیث صحیحہ کے خلاف نہ ہون

۱۲۷۔ پل پایون کے بیچ مین کھڑے ہونے کا ذکر آیا۔ کہ بعض احباب ایسا کرتے ہین۔ فرمایا اضطراری حالت مین تو سب جائز ہے۔ ایسی باتون کا چندان خیال نہین کرنا چاہیئے۔ اصل بات تو یہ ہے۔ کہ خدا کی رضا مندی کے موافق خلوص دل کے ساتھ اس کی عبادت کی جائے۔ ان باتون کی طرف کوئی خیال نہین کرتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدی قوم کی خاص توجہ کے قابل

(وتعاونوا علی البر والتقویٰ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم۔

مکرم بندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مدرسہ کی عمارت کے لئے ۱۹۰۶ء کے جلسہ سالانہ اور پھر ۱۹۰۷ء کے سالانہ جلسہ میں تحریک کی گئی مگر اثنائے سال گذشتہ میں کوئی تحریک منجانب منتظمین بعض وجوہات کے سبب سے نہیں ہو سکی۔ جس میں سے ایک وجہ یہ بھی تھی۔ کہ تعمیر مسجد کا کام مقدم تھا جو احباب گذشتہ جلسہ میں کانفرنس انجمن ہائے احمدیہ میں تشریف رکھتے تھے انپر بڑی وضاحت کے ساتھ یہ ضرورت ظاہر کی گئی تھی کہ اب عمارت مدرسہ کا جلدی باہر شروع ہو جانا ازبس ضروری ہے چنانچہ سب احباب نے اس ضرورت کو محسوس کیا تھا کیونکہ بہت سی احمدی انجمنوں کے پریزیڈنٹ و سکرٹری صاحبان اس کانفرنس میں شامل تھے لہذا ان وجوہات کے اس جگہ اعادہ کی ضرورت نہیں مگر اتنا عرض کر دینا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ مجلس معتمدین نے انہی وجوہات کی بناء پر اس امر کو ضروری سمجھا ہے۔ کہ عمارت کا کام مارچ میں شروع ہو جانا چاہیئے اور مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ میں مجلس کیطرف سے جناب کی خدمت میں چندہ کے لئے چند تجاویز پیش کروں اور اسی مجلس کی طرف سے جس کو حضرت مسیح موعود نے اپنے ہاتھ سے ان کاموں کے سرانجام دینے کے لئے مقرر کیا ہے یہ عرض کروں کہ آپ اپنی پوری ہمت اور مستعدی سے ان امور پر خود توجہ کریں اور اپنے احباب کو توجہ دلائیں اور ان کو بہت جلد عمل میں لانے کی کوشش کریں۔

بعد ترتیب بجٹ اخراجات یہ بات جناب کے علم میں آچکی ہے کہ اس سال کے لئے مجلس معتمدین نے پینتیس ہزار روپیہ عمارت مدرسہ بورڈنگ ہوس پر خرچ کرنا منظور کیا ہے۔ اور اس قدر میں اب عرض کر دیتا ہوں۔ کہ اس پینتیس ہزار میں سے مجلس کے پاس اس وقت کچھ بھی نہیں ہے بلکہ یہ ساری رقم جمع کرنی ہے اور اس کے لئے مجلس خدا کے فضل پر بھروسہ کرتی ہے اور آپ صاحبان کی ہمت اور دین کے لئے جوش اور سرگرمی کو دیکھ کر یقین واثق رکھتی ہے۔ کہ اس رقم کا جمع ہو جانا کچھ بھی مشکل امر نہیں ہے۔ اگر انجمنوں کا پورا نظم ہو گیا ہوتا اور کل ممبران کے نام باقاعدہ رجسٹرات میں آ گئے ہوتے۔ تو میں اس وقت پنجاب میں ہی پینتیس ہزار نہیں بلکہ دو لاکھ کے لئے تحریک کرتا مگر چونکہ ابھی تک یہ انتظام ناقص ہے اس لئے ابھی تک اپنی چند احباب تک یہ تجاویز محدود رہینگی۔ جن کا ہمیں علم ہے مگر جہاں تک میرا تجربہ بتاتا ہے ایسے احباب کی تعداد بھی تھوڑی نہیں اور اسی تعداد کو مدنظر رکھ کر میں ساری جماعت میں چالیس ہزار روپیہ چندہ کے لئے تحریک کرتا ہوں اور ان تمام دوستوں اور بزرگوں کی خدمت میں جنکو اس سلسلہ سے تعلق ہے یہ اپیل کرتا ہوں کہ میری ان تجاویز پر پوری توجہ فرما کر اس روپیہ کو اختتام سال سے پہلے پہلے بلکہ ششماہی کے اندر فراہم کر دیں۔

ایسے موقعہ پر میں اگر یہ تجویز پیش کرتا کہ ہمارے تمام احباب ایک ایک ماہ کی آمد یا تنخواہ اس چندہ میں دیدیں تو مناسب نہ ہوتا کیونکہ ان اقوام میں بھی جو محض قومیت کے لئے اور دنیوی ہمدردیوں اور اغراض کو مدنظر رکھ کر بعض کام کرتے ہیں۔ اس قسم کے مطالبات ضرورتوں کے وقت کئے جاتے ہیں اور وہ پورے بھی ہوتے ہیں پس کیوں یہ مطالبہ اس قوم سے نکیا جاوے جس نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے اور جو اپنے مولا کی رضا اور اپنے امام کی خوشنودی کے لئے مال ہی نہیں بلکہ جان بھی قربان کرنے کو تیار ہے مگر میں جانتا ہوں۔ کہ اکثر حصہ اس جماعت کا جیسا کہ الٰہی سلسلوں میں ہمیشہ سے چلا آیا ہے غرباء میں سے ہے اور علاوہ بریں مستقل طور پر جس قدر چندہ خدمت دین کے مختلف پہلوؤں میں ہماری قوم دیتی ہے اسکی نظیر دوسری قوموں میں کم ہے اور چونکہ یہ بھی ضروری ہے کہ مستقل ماہوار چندوں میں کسی قسم کا فرق نہ آوے اسلئے بھی میں اس مطالبہ کو کسی قدر ہلکا کر کے پیش کرتا ہوں۔ میری درخواست جس کو میں آپ صاحبان کی خدمت میں غور کے لئے اور عمل میں لانے کے لئے پیش کرنی چاہتا ہوں یہ ہے کہ جو احباب پچاس روپے ماہوار یا اس سے زیادہ آمد رکھتے ہیں وہ اپنی ماہوار آمد کا نصف اور جو اس سے کم آمد رکھتے ہیں وہ اپنی ماہوار آمد کی ایک تہائی تعمیر مدرسہ کے لئے دیں اور اس رقم کو بھی اس طرح پر ہلکا کیا جا سکتا ہے۔ کہ جو احباب کافی گنجائش یا وسعت نہیں رکھتے وہ اس رقم کو دو قسطوں میں یا تین قسطوں یا زیادہ سے زیادہ چار قسطوں میں ادا کر دیں اور اس طرح پر اگر پہلی قسط فروری کے اخیر یا مارچ کے شروع میں وصول ہو جائے۔ تو کل روپیہ جون تک یعنے پہلی ششماہی کے اندر اندر وصول ہو سکتا ہے میں نے یہ اندازہ کیا ہے کہ کم از کم بارہ ہزار آدمی ہمارے اس سلسلہ میں کچھ نہ کچھ آمد کی سبیل رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جن تک ہماری یہ تحریک پہونچ سکتی ہے اور اگر ان بارہ ہزار آدمیوں کی اوسط آمد دس روپے ماہوار بھی لی جاوے اور یقیناً ان سے کم اوسط نہیں ہو سکتی تو کل آمد کی ایک تہائی چالیس ہزار روپیہ ہو جاتی ہے اسی بناء پر میں نے چالیس ہزار روپے کے لئے یہ تحریک کی ہے گو میں امید رکھتا ہوں کہ اگر اس تحریک پر پورا عمل ہو تو اس سے بہت زیادہ روپیہ آ سکتا ہے جو نہ صرف نہیں بلکہ کالج کی عمارت اور کالج کے اخراجات کے چلانے کے لئے بھی کافی ہو۔

اس تجویز کے علاوہ ایک اور تجویز بھی میں پیش کرنی چاہتا ہوں۔ جسکی غرض یہ ہے۔ کہ اس وقت جس قدر زیادہ چندہ وصول ہو سکے اسی قدر سہولت اور کم خرچی عمارت کے بنانے میں ہو گی وہ تجویز یہ ہے۔ کہ جو احباب اپنا کچھ روپیہ جمع رکھتے ہیں وہ مدرسہ کی زمین پر اپنے اپنے خرچ سے ایک یا ایک سے زیادہ جیسی استطاعت ہو کمرہ بنوائیں اور یہ تمام کمرے مدرسہ کے پاس کرایہ پر رہیں پھر جب خدا تعالیٰ اس قدر روپیہ اس فنڈ میں بہم پہونچا دے کہ اصل لاگت ان کمروں کی مالکوں کو واپس دے دیجاوے اسوقت مدرسہ کی ملکیت میں آ جاویں۔ اس کے لئے میں اس وقت کوئی صحیح تخمینہ نہیں کر سکتا کہ کس قدر خرچ ایک کمرہ پر ہو گا مگر غالباً چھوٹے کمروں پر فی کمرہ پانسو روپیہ اور بڑے کمروں پر فی کمرہ دو ہزار روپیہ خرچ ہو گا۔ جن کا کرایہ علی الترتیب چھ روپیہ اور دس روپیہ ماہوار ہو گا۔ اگر خرچ کم یا زیادہ ہوا تو اسی نسبت سے کرایہ بھی کم یا زیادہ ہو گا۔ جو احباب چاہیں ان کمروں کو بھی اختیار ہو گا کہ دو یا تین دوست ملکر ایک کمرہ بنوائیں چونکہ یہ انجمن ایک رجسٹرڈ ہے اس لئے ہر قسم کا باقاعدہ معاہدہ ایسے معاملات میں کر سکتی ہے اور جو احباب اسطرح روپیہ صرف کرینگے انکو علاوہ منفعت حاصل ہونیکے یہ فائدہ ہو گا کہ ایک دینی کام میں مدد ہو گی اور وہ مستحق ثواب ہوں گے اور ان کا روپیہ ایک اطمینان کی جگہ جمع بھی پڑا رہیگا جسکو انشاء اللہ تعالیٰ کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے جو احباب ایسے طور پر اپنے سرمایہ کو لگانا چاہیں وہ راقم سے خط و کتابت کریں اور اگر کوئی شرائط اپنی طرف سے پیش کرنا چاہیں۔ تو وہ بھی تحریر فرما دیں مجلس ایسی شرائط پر ہمدردی سے غور کرنے کو اور اس تجویز سے فائدہ اٹھانے اور اپنے احباب کو فائدہ پہنچانے کو طیار ہے۔

اس تحریک سے پہلے بعض دوستوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ جماعت غریب اور کمزور ہے اس لئے زیادہ روپیہ کی تحریک نہیں ہونی چاہیئے اور دوسری طرف قحط بھی ہے میں نے اس تحریک کے کرنے میں ان دونوں باتوں کو مدنظر رکھ لیا ہے۔

اس لئے ایک طرف اس بات کو مدنظر رکھ کر کہ جن احباب کی معاش زمینداره پر ہے وہ شائد فی الفور کچھ نہ دے سکیں یہ تجویز کیا ہے کہ ادائگی اقساط سے ہوجائے تو کوئی حرج نہیں اور جون تک بہرحال فصل نکل آئیگی دوسری طرف جماعت کی عام غربت اور مالی کمزوری کو مدنظر رکھ کر یہ تجویز پیش کی ہے کہ تھوڑی آمدنی والوں سے صرف ماہوار آمد کی ایک تہائی لی جاوے جو سال کی آمد کا قریباً چالیسواں حصہ ہوتی ہے اور یہ بوجھ ایک ایسی قوم کے لئے جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے کچھ زیادہ نہیں ہے مثلاً ایک شخص اگر تیس روپے ماہوار آمد رکھتا ہے تو اس نے صرف دس روپے ادا کرنے ہیں اور وہ بھی اسے اختیار ہو کہ دو یا تین ماہوار قسطوں میں ادا کر دے۔ میں نہیں کہتا کہ کوئی شخص بلا تکلیف اٹھانے کے یہ کام کر سکتا ہے مگر کیا آپ لوگ خیال کرتے ہیں کہ دین کے کام بغیر تکلیف اٹھانے کے ہوجایا کرتے ہیں جس دین نے کامیابی حاصل کی ہے وہ اپنے پہلے پیروؤں کی تکالیف سے حاصل کی ہے کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے دین کی راہ میں اپنے پیارے وطن اور گھر نہیں چھوڑ دیئے تھے؟ املاک اور جائداد کو الوداع نہیں کہا تھا؟ دوستوں اور رشتہ داروں سے الگ نہیں ہوگئے تھے؟ اور سب سے بڑھکر اپنی جانیں اس راہ میں قربان نہیں کر دی تھیں؟ پھر کیا ایک قوم کے لئے جو "آخرین منہم" کا مصداق اپنے آپکو یقین کرتی ہے یہ شرم کا مقام نہ ہوگا کہ وہ ادنیٰ سی مالی خدمت سے بھی جھجکے؟ جس طرح اللہ تعالےٰ کا صحابہؓ سے وعدہ تھا کہ میں تم کو غالب کر دونگا اسی طرح یہاں بھی وعدہ ہے کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ پس جس طرح ان مقدسوں نے دین کی راہ میں تکلیفیں اٹھائیں تاکہ خدا کا وعدہ پورا ہو گیا اسی طرح اس قوم کو تکالیف اٹھانی ضروری نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو پورا کرے؟ اس میں شک نہیں کہ تلوار کے جہاد کو موقوف کیا گیا ہے۔ مگر محض جہاد جو دین کی راہ میں کوشش کا نام ہے قیامت تک رہیگا کیا یہ افسوس کا مقام نہیں ہوگا کہ دوسری قومیں تو دنیا کے لئے بڑے بڑے جہاد کریں اور ہماری قوم دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے بعد دین میں اس قدر کوشش بھی نہ کرے؟ عزیز دوستو! اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکا دین لوگوں کی دنیا پر غالب ہووے تو اپنے دین کے لئے اس سے بڑھکر کوشش کرو جس قدر لوگ دنیا کے لئے کر رہے ہیں آپ تھوڑے ہیں اور کمزور ہیں مگر خدا کا وعدہ ہے کہ وہ آپ کی تھوڑی ہی کوشش میں اس قدر برکت ڈالیگا۔ کہ آپکے دین کو دنیا پر پھیلا دیگا۔ مگر آخر وہ تھوڑی کوشش بھی تو ہونی چاہیئے۔

میں نے جو مطالبہ آپ سے کیا ہے میں یہ کہنے کے لئے تیار ہوں۔ کہ وہ کچھ بھی نہیں اور شائد اللہ تعالیٰ کے علم میں ایسا وقت بھی ہو۔ جب آپ سے اس سے بڑھ بڑھ کر مطالبے کئے جاویں کیونکہ دین کا پھیلنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ مگر یہ تھوڑی خدمت آپ کو بڑی بڑی خدمات کے لئے تیار کر دیگی ایک مہینہ کی آمدنی کا تیسرا یا نصف حصہ۔ وہ بھی اقساط سے کیا چیز ہے؟ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا گذارہ اس طرح نہیں چلیگا؟ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے بہت سی مصیبتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں اور انسان ان کو چار و ناچار طوعاً وکرہاً برداشت کرتا ہی ہے قحط پڑتا ہے بیماریاں آتی ہیں۔ انسان مقدموں میں مبتلا ہو جاتا ہے ان سب حالات کے نیچے آخر گذارہ چلتا ہی ہے۔ پھر اگر تھوڑی سی مصیبت کو خدا کے لئے اپنے اوپر آپ وارد کر لیا جاوے تو کونسی مشکل ہے۔ ہاں اگر مشکل ہے تو اس بات کا سمجھ میں آنا مشکل ہے کہ خدا کے لئے کوئی کام کس طرح کیا جا سکتا ہے سو خدا کے فضل سے میں کہہ سکتا ہوں کہ احمدی قوم نے اس کو سمجھ لیا ہے اور مجھے اس بات پر زور دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے صرف میں اتنا عرض کرونگا۔ کہ جب خدا کی بھیجی ہوئی ہزارہا تکالیف انسان کو برداشت کرنی پڑتی ہیں اور جو انسان انکو صبر سے برداشت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ کا وعدہ دیتا ہے۔ تو یہ کس قدر اس کی خوشنودی کا موجب ہوگا کہ ایک اس کا بندہ اس پر ایمان رکھتا ہو اور اس کے وعدوں کو سچا جانتا ہوا ایک تکلیف کو اپنے اوپر محض اس لئے وارد کرے کہ وہ اسی کی راہ میں ہے یہی فعل تو صحابہؓ کا تھا جس پر انکو رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی پاک سند عطا ہوئی ورنہ کیا لڑائیوں میں ہزاروں انسان مارے نہیں جاتے؟ گھروں سے نکالے نہیں جاتے ایک دوسرے کے ہاتھ سے دکھ اور ایذائیں نہیں اٹھاتے؟ یہ سب کچھ ہوتا ہے مگر خوش قسمت ہے وہ جو خدا کی راہ میں خود تکالیف کو برداشت کرے اور محض اس لئے کہ خدا کا جلال دنیا پر ظاہر ہو دیکھو بعض وقت انسان محض اپنی خوشی کے لئے ہی یا اپنے چند دوستوں کی خوشی کیلئے بھی بہت سا روپیہ خرچ کر دیتا ہے جیسے بیاہ شادی یا اور خوشی کے موقعوں پر پھر کیا خدا کی خوشنودی کیلئے یہ تھوڑا سا مال خرچ کرنے میں دریغ کروگے؟ میں ہرگز ایسا خیال نہیں کرتا۔ انسان اپنی دنیا کے لئے اپنی اولاد کے لئے اپنے رشتہ داروں کے لئے کچھ نہ کچھ بچاتا ہے۔ پس کیا تم اپنی عاقبت کے لئے ایک چھوٹی سی رقم بچانے کے لئے تیار نہ ہوگے؟ میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ سب لوگ تیار ہوں گے۔ اور اس کام کو اولوالعزمی اور ہمت سے کر دکھائیں گے انسان اپنی رہائش کے لئے یا اپنی اولاد یا بیوی کی آسائش کے لئے کتنا روپیہ مکانوں پر خرچ کر دیتا ہے اور پاس نہ ہو تو قرض لے کر بھی خرچ کر دیتا ہے بلکہ بعض وقت اپنے آپ کو مضطر قرار دیکر سود پر روپیہ لے کر بھی خرچ کر دیتا ہے مگر میں پوچھتا ہوں کہ کیا دین کے لئے ابھی مضطر ہونے کا وقت نہیں آیا؟ اور اگر یہ وقت امامؑ کی موجودگی میں نہ آیا تو کب آئیگا؟ میں نہیں کہتا کہ تم اس قدر مضطر ہو جاؤ کہ سود پر روپیہ لیکر دو مگر یہ ضرور کہوں گا کہ اس قدر مضطر ہونا ضروری ہے کہ اپنے اوپر تھوڑی سی تکلیف وارد کرے اور اپنی آمد میں سے ایک حصہ بچا کر خدا کی راہ میں کچھ دیں۔

ایک بات میں اور کہنی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ شائد کسی دوست کے دل میں یہ خیال آوے۔ کہ مدرسہ کی عمارت کا بنوانا کوئی دینی امر نہیں۔ سو اے میرے دوستو! اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خدائے تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے اپنے دین کی اشاعت کے ذریعے پیدا کر دیتا ہے۔ ہمارا مدرسہ ایک ایسی چیز ہے۔ جس کی تحریک خود بخود ہمارے پاک امام کے دل میں پیدا ہوئی۔ اور انہی نے اس مدرسہ کو اپنے سلسلہ کی ایک بڑی بھاری اور ضروری شاخ قرار دیا اس سے بڑھکر آپ لوگوں کو کسی دلیل کی حاجت نہیں ہو سکتی کہ واقعی جو کچھ مدرسہ پر خرچ ہو رہا ہے یا ہوگا۔ یہ بھی منشائے الٰہی اسی دین کی اشاعت کے لئے ہے۔ خدا نے اس وقت انہی ذرائع کو پسند کیا ہے۔ سو من انصاری الی اللہ کی ندا کے جواب میں تم ان راہوں میں مدد کرتے جاؤ۔ جو خدا کے مامور نے تمہارے لئے تجویز کی ہیں اور اس بات پر یقین رکھو۔ کہ یہی ذرائع اس سلسلہ کے پھیلنے کے ہو جاویں گے۔ علاوہ بریں ہر ایک دانشمند اس بات کو سمجھ سکتا ہے۔ کہ بڑی چیز جو انسان کی زندگی پر اثر ڈالنے والی ہے وہ اس کی ابتدائی تربیت ہے۔ پس یہ مدرسہ جو تمہارے بچوں کو دین اور دنیا دونوں کے لئے تیار کرتا ہے اس سلسلہ کیلئے اس کا قیام اور اس کی ترقی نہایت ضروری امور میں سے ہیں توسیع مکان کی ضرورت کو آپ سب صاحبان محسوس کر چکے ہیں۔ اور خود وحی الٰہی وسّع مکانک اسی کی متقاضی ہے مدرسہ کے باہر بن جانے سے موجودہ مکانات مدرسہ مہمانوں

کی ضروریات کے لئے فارغ ہو جائیگا۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہون۔ کہ منتظمین نے ہر طرح سے سخت ضرورتوں کو محسوس کر کر آخر یہ اپیل آپ صاحبان کی خدمت مین پیش کی ہے۔

بالآخر مین یہ عرض کرنا چاہتا ہون کہ جہان کہین یہ درخواست انجمنون کی خدمت مین پہونچے وہان کے ممبر و عہدہ داران فی الفور نہائت ضروری طور پر اپنی اپنی انجمنون کو ایسے وقت اور موقعہ پر جمع کرین۔ جہان حتے الوسع سب احباب شامل ہو سکین اور خاص طور پر سب احباب کی خدمت مین شمولیت کے لئے عرض کرین اور اسی تجویز کو پڑھ کر سنا دین اور اولوالعزم احباب خود بھی تحریک کرین اور نمونہ قائم کرین تاکہ دوسرے احباب مین بھی دین کے لئے وہی ہمت اور جوش پیدا ہو۔ اور اس کام کو اس قدر ضبط کے ساتھ اور پابندی سے کرین اور آخر تک نبھائین کہ دوبارہ یاد دہانی کی ضرورت نہ ہو۔ جہان انجمنین نہ ہون وہان جس دوست کی خدمت مین یہ تحریک پہونچے۔ وہ دوسرے دوستونکو اکٹھا کرین اور ان تجاویز کو عمل مین لانے کی کوشش کرین سب انجمنین اور دوست خوب غور کرین اور جو تجاویز ان کی رائے مین اس رقم کے فراہم کرنے کے لئے ضروری ہون اُنپر عمل کرین۔ اور اگر کوئی نئی تجویز کسی انجمن یا کسی دوست کی رائے مین مفید ہو تو اس سے خاکسار راقم کو بھی مطلع کرین تاکہ اس کا عام اعلان کر کے دیگر احباب اور انجمنون کو بھی اطلاع دیجاوے۔ مین مکرر عرض کرتا ہون کہ وقت بہت تھوڑا ہے اس کام کو بہت جلدی شروع کیا جاوے اور کوشش کی جاوے۔ کہ آخر فروری یا شروع مارچ مین پہلی قسط چندہ کی محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام پہنچ جاوے۔ میری یہ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کے مخلصین کے دلون مین وہ سچا جوش اور ہمدردی پیدا کرے جو برکت کا موجب ہو۔ اور اون کے دلون مین اس بات کو ڈالے کہ سلسلہ کو جو تکلیف ہے۔ وہ اسی طرح رفع ہو سکتی ہے کہ اس سلسلہ کے افراد اس تکلیف کو حصہ رسدی اپنے اوپر بانٹ لین۔

خاکسار محمد علی از قادیان۔ ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۰۸ع

بحری سیر و سفر انڈیا کے گرد

بہتر ہوگا کہ انڈیا کا ایک بڑا نقشہ اپنے سامنے رکھ کر ایک خیالی بحری سفر انڈیا کا اس طرح کا کرو کہ باسٹھوین نصف النہار سے اپنا سفر شروع کرو اور تقریباً چار پانسو میل بلوچستان کے ریگستانی مکران کے کنارہ پہ سفر کر کے دریائے سندھ کے دہانے پر آئینگے۔ تو ہم برٹش انڈیا کی سرحد پر پہونچین گے اور کیپ مونز سے گذر کر ہم کراچی کے محاذی ہونگے۔ جو ملک سندھ کا بندرگاہ ہے اور یہین سے یورپ کو پنجاب کا بہت غلہ جاتا ہے۔ دریائے سندھ کے دہانون کو چھوڑ کر کچھ اور کاٹھیاواڑ کے جزیرہ نمائون کے گرد ہوتے ہوئے خلیج کمبے کے دہانہ پہ پہونچین گے اور انڈیا کی بڑی چوکھٹ پر آئین گے یعنی بمبئی کے شاہانہ شہر مین ساحل پہ بہت سی چھوٹی چھوٹی خلیجین ملین گی۔ اب ٹھیک جنوب کیطرف پھرین گے اور گوا مین پرتگیزون کا پھریرا پھرتے ہوئے دیکھین گے جو اب تک انڈیا مین ایک پرگنہ کے برابر حکمرانی کرتے ہین پھر یہان سے ہمارا سفر ساحل مالابار پہ شروع ہوگا جسکے دہانے ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ بحری قزاقون کی سمندر اور بحر عرب مین کمین گاہ تھے۔ ساحل ٹراونکور پہ سے گذر کر جو ایک ہندوستانی ریاست ہے۔ راس کومرن مین پہونچینگے یہ انڈیا کا منتہا جنوب ہے۔ اب ہم خط استوا سے ۹ درجہ کے اندر ہین اور جب سے سفر شروع کیا ہے ۱۶ درجہ عرض بلد کے طے کئے ہین اب شمال مشرق کیطرف خلیج منار مین چلتے ہین اور لنکا (سیلون) یا سراندیپ چھوڑ جاتے ہین اور اکساؤ پاک سے بحر ہند مین داخل ہوتے ہین اور ساحل کورومنڈل پہ اپنا سفر شروع کرتے ہین۔ پوندچیری سے جہان اب تک ڈیوپلے کی یادگارین موجود ہین مدراس مین آتے ہین جو ایشیا مین اہل یورپ کی سلطنت کی پرورش گاہ ہے۔ پھر کسلی ہٹم کے مقابل خلیج بنگالہ مین داخل ہوتے ہین اور مدراس کی پریسیڈنسی کو چھوڑتے ہین اور گنگا کے دہانون مین داخل ہوتے ہین۔ جہان سے کلکتہ مین آتے ہین جو انگریزون کی ایک تعجب خیز تجارتگاہ اور حیرت انگیز دار السلطنت ہے

یہان تو خاص انڈیا کا یعنے ہندوستان کا ہوا جسکی حدود ابوالفضل کی لکھی ہوئی اوپر بیان ہوئی ہین۔ اب ہم پھر جہاز مین بیٹھ کر جنوب مشرق کی جانب خلیج اراکان سے گذرتے ہوئے راس نگرس تک چلے۔ اور گوشہ مشرق سے گذر کر خلیج مرتبان مین داخل ہوئے اور نیچے تناسرم کے کنارہ پر چلکر پوائنٹ وکٹوریا تک پہونچے۔ بس یہان ہمارا بحری سفر ختم ہوا۔ اس سفر مین ہمنے ساحل بحری ۵ ہزار میل طے کیا ہم نے منطقہ حارہ سے باہر سفر شروع کیا اور خط استوا کے حلقہ مین پہونچے اور شمال کیطرف چلکر پھر منطقہ حارہ کی سرحد بوسی کرنے لگے۔ اور خط استوا کے جنوب مین دس درجہ سفر کیا۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ بحری سفر سے کل انڈین ایمپائر یعنی انڈیا کی سلطنت عظیم کا ہے بلکہ یہ سفر مکران سے پوائنٹ وکٹوریا تک برٹش ایمپائر کا نصف طواف ہے۔

بری سرحد

اب بری سرحد پر سفر کرو۔ پہلے بحری لمبا سفر منطقہ حارہ کے عرض بلد پر محدود تھا۔ یہ بری سفر منطقہ استوا کے کنارہ سے منطقہ معتدلہ مین خط استوا کے شمالی دس درجون سے شروع ہوگا اگر غائت جنوب سے بری سرحد کے نشانون پہ تناسرم کے مقام سے چلین تو ہم کو معلوم ہوگا۔ کہ سیام کے متصل سات سو میل سفر کرین تو ایک ہار آئیگا جو شان کی ریاستون کے گلے مین پڑا ہوا ہے۔ اور فرنچ انڈو چین (فرانسیسی انڈیا چینی) کی سرحد سے ملتا ہے۔ اور برہما کو چینی اضلاع یون ٹن سے جدا کرتا ہے اور زاہدون کی ریاست تبت کی سرحدون پہ پھرتا ہے اور چھوٹی سی پہاڑی ریاست سکم کے گرد چکر لگاتا ہے۔ اور نیپال کی جنوبی مغربی سرحد متعین کرتا ہے۔ اب یہان سے پہاڑ پر چڑھ کر کوہستان ہمالیہ مین داخل ہو اور کشمیر کے شمالی مشرقی گوشہ سے نکل کر شمالی مغربی سرحد مین داخل ہو پس یہان انڈیا کی سرحد ختم ہوتی ہے۔ اس شمال مغربی سرحد کے بہت سے واقعات تاریخون مین مندرج ہین اور اخبارون مین ان کا ذکر اکثر ہوتا ہے۔ اور اس کا ایک نیا صوبہ بنا ہے اس کا حال اب تم کو سناتے ہین۔

شمالی مغربی سرحد

اس کو کشمیر کے شمال سے دیکھنا شروع کرو۔ تو ایک بیقاعدہ مستطیل کھینچ کے گرد کھینچنا پڑیگا۔ یہ کشمیر کا نہائت دور کا مقام ہے۔ ٹھیک اس کے مغرب مین چترال ۱۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے یہ دو مقام ایسے ہین جہان سے ہندوکش کے درون کی نگرانی ہوتی ہے۔ آگے جنوب مین مالکنڈ اور چکدرہ ہین یہ دونو مقام شمالی مغربی سرحد کے بڑے محافظ ہین جہان سے وادی سوات کی قومون کو انگریز ڈراتے اور دھمکاتے رہتے ہین۔ اس سرحد مین درہ خیبر داخل ہے۔ جو بذریعہ ریل کلکتہ سے ملتا ہے۔ جمرود اس ریل کا سرا ہے۔ اور وادی قرم اور گومل بھی دو بڑے مقام بکار آمد ہین جہان سے افغانستان مین رسائی ہو سکتی ہے یہ بھی انگریزون کے قبضے مین ہین۔ گومل سے

جنوب کی طرف سر سبز کہاتی ہوئی دریائے سندھ کے تقریباً متوازی چل کر راس مونز مین سمندر سے جا ملتی ہے پس یہ انڈیا شمالی مغربی سرحد کے نشانات غائت کشمیر سے بحر عرب تک ہین۔ اب اس کے آگے مغرب مین ایک اور سرحد ہے اس مین کوہستان ہین جن مین وحشی قومین آباد ہین جسکو ہم شمالی مغربی سرحد کہتے ہین۔

منطقہ سرحد

یہ سرحد کوئی خطہ نہین ہے کہ نقشہ مین کھینچا ہوا ہو وہ ایک منطقہ ہے جسمین قومین آباد ہین۔ درہ خیبر کے طول پر بلوچستان کے گرد اس کا عرض بدلتا جاتا ہے یہ بیرونی سرحد انڈیا کی چہرہ افغانستان سے ہندوکش سے لے کر برٹش بلوچستان تک لگی ہوئی ہے اور خیبر اور قرم اور گومل پر قبضہ بمنزلہ زنجیرون کے ہے جو سرحدی انتہاؤن کو قدیمی سرحدون پر جکڑے ہوتے ہین۔ برٹش بلوچستان ایک جزیرہ کی مانند ہے کہ تین طرف سے جنگی اقوام کے ملکون سے گھرا ہوا ہے جسپر انگریزملن کا قبضہ ہے اور چوتھی طرف قندھار ضلع افغانستان ہے جسکی طرف سکھر کی ریل جاتی ہے۔

انڈیا کا اندرونی جغرافیہ

ہم نے انڈیا کے توابع عدن اور جزائر انڈمان کو چھوڑ کر برٹش انڈیا کی سرحدون کا پورا بیان تحریر کیا ہے اس کو بحری سفر مین مکران سے بحر ہند کے اندر تک اور بری سفر مین تنا سرم کے نخلستان سے تمام دنیا کی بر قین وردن تک بیان کیا ہے۔ خود انڈیا بھی ایک عجیب سلطنت ہے اگر کوئی شخص بیلین مین بیٹھ کر بلندی پر چڑھے تو وہ انڈیا مین ساری چیزین دیکھیگا جو ساری دنیا مین دیکھ سکتا ہے اسمین وہ بلند پہاڑ نظر آئین گے جو کہیں دنیا مین نہین اس مین وہ دریا بہتے ہوئے نظر آئین گے جن سے بڑے دریا دنیا مین کمتر ہون گے کوئی حصہ ایسا نظر آئیگا کہ اس مین صدہا دیہات تاڑ اور کھجور کے درختون مین ایسے چھپے ہون گے کہ دکھائی نہ دین گے کہین ریگستان ایسے معلوم ہون گے جن مین سبز پتے کا پتہ نہ ہوگا کسی حصہ مین سردی ایسی ہوگی کہ بدن کانپتا ہی ہوگا کسی حصہ مین گرمی ایسی ہے کہ بدن پھنکا جاتا ہے۔ نباتات وجمادات اور حیوانات اس مین سب قسم کے موجود ہون گے۔ اس کے قدرتی تین حصے ہین اول کوہستان ہمالیہ کا خطہ ہے جو شمال مغرب سے آسام کی سرحد سے ہندوکش تک پھیلتا ہے وہ دم کالی ہینگر میدان ہین جن کے اندر مغرب مین دریائے سندھ اور اس کے معاون ہین اور مشرق مین گنگا اور اس کے معاون بہتے ہین تیسرا حصہ جنوب مین جزیرہ نما ہے جسکو پہلے ہندوکش کہتے تھے مگر اب دکن کا اطلاق اس جزیرہ نما کے وسطی کی مرتفع زمینون پر ہوتا ہے مین جانتا ہون۔ کہ میرے ہموطن تھوڑے ہی ایسے ہون گے جن کو اس مضمون کا پڑھنا اور سمجھنا اور سوچنا پسند ہوگا اس لئے مین اس مضمون کو ختم کرتا ہون۔ ذکاء اللہ دہلوی۔ (المجدد)

برقی طاقت کے کرشمے

فرانس مین ایک ماہر علم برق نے حال مین ایک عالیشان مکان اس قسم کا بنایا ہے۔ جس مین گھر کے تمام کام بغیر خدمتگارون کے برقی آلات سے لئے جاتے ہین انہین ایام مین امریکہ کا ایک اخبار نویس اس مکان کے دیکھنے کو گیا اس نے اس مکان کی سیر کا حال ایک انگریزی اخبار مین یون لکھا ہے۔

شام کا وقت تہا جب ہم اس مکان کے دروازے پر پہونچے گھنٹی کے بٹن کو دبایا۔ اس کو ہاتھ لگتے ہی ایک سوراخ مین سے چمکدار روشنی نکلی وہ تیز ہوئی گئی۔ مکان کے اندر سے آواز آئی۔ ٹھیرئیے۔ میں آپ کو دیکھ لیا ہے ابھی دروازہ کھولتی ہون۔

یہ گھر کی بی بی کی آواز تھی۔ وہ مکان کے کسی دوسرے کمرے مین بیٹھی تہی اس نے وہین بیٹھے بیٹھے ایک بٹن کو دبایا۔ بٹن کا دبانا تہا۔ کہ پہٹ سے دروازہ خود بخود کھل گیا۔ مین دروازے سے گذر کر دو چار ہی قدم گیا تہا۔ کہ میرے پاؤن کے نیچے کوئی چیز رگڑ کھاتی معلوم ہوئی۔ یہ بوٹ صاف کرنے کا برش تھا۔ یہ بالکل زمین کے ہموار تہا اور پاؤن رکھتے ہی خود بخود برقی طاقت سے بوٹ کے تلے کو صاف کرنے لگا۔

کھانے کی میز خوب سجی ہوئی تہی۔ کچھ کرسیان اس کے گرد لگی ہوئی تہین۔ ہر کرسی کے سامنے میز پر ایک گلاس اور ایک دہات کا بیسن رکھا ہوا تھا۔ نشست کے قریب داہنے ہاتھ کی طرف چند مختلف رنگ کے بٹن لگے تھے۔ ایک بٹن کو ہاتھ لگاتے ہی رنگ برنگ کی شعاعین میز پر پھیل گئین۔ اور میز کا سامان جگمگا اٹھا بیلن سے کمرہ گرم کیا جاتا تھا۔ اس کے متعلق اسی قسم کا سامان تھا۔ کہ فرش پر پاؤن کو گرم کرنے کے آلات موجود تھے۔ ایک فیتہ لگا ہوا تہا۔ اس کو دبانے سے گرمی کم یا زیادہ ہو سکتی تہی۔ مین کھانے کی میز کے پاس بیٹھ گیا۔ چند منٹ بعد میزبان کے سامنے خود بخود میز کا ایک خانہ کھلا اور اس مین سے گرما گرم ایک شوربے کی رکابی نکلی پھر وہ خانہ گھومتا ہوا میزبان اور ان کی بی بی کے سامنے گیا سب کے سامنے اسی طرح رکابیان رکھی گئیں سب نے شوربا پیا۔ پھر جب رکابیان خالی ہوئین تو خالی خانے مین رکھدی گئین۔ اسی طرح قسم قسم کے کھانے باری باری سے ہمارے سامنے آتے تہے۔ کوئی خدمتگار یا خانساماں وہان نظر نہ آتا تہا۔

اس مکان مین سب سے زیادہ قابل دید چیز اس کا باورچی خانہ تھا سب برتن ایلومنیم دہات کے تہے۔ ہر ایک کھانے کے تیار ہونیکا وقت معلوم کرنے کیلئے باورچی خانہ مین ایک آلہ لگا ہوا تہا باورچی برقی مشین کی سوئی کو ہلا دیتا تہا۔ کھانا خود بخود پکنے لگتا۔ جب اس کا مقررہ وقت ختم ہو جاتا تو ایک گھنٹی بجتی جو اس بات کی اطلاع ہوتی۔ کہ کھانا تیار ہو گیا ہے۔

برقی قوت سے ہی برتن دہلتے تھے ایک منٹ مین سو رکابیان دہل کر خشک ہو جاتی تہین۔

"بدر ٹھیک وقت پر نکالا جاتا ہے"

اللہ تعالٰی کے فضل سے "بدر" کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ دیگر اخبارات کے کبھی وقت پر شائع کیا جاتا ہے اور اس کے ٹھیک تاریخ پر نکل جانے کا یقین اس درجہ تک پہونچ چکا ہے۔ کہ اگر ایک دن بھی خریدارون کو دیر سے پہونچے۔ تو دفتر مین بہت سے خطوط شکایت کے پہونچ جاتے ہین۔ شروع سال سے ٹھیک وقت پر شائع کرنے کے متعلق ہم نے تو کوئی تساہل نہین کیا مگر بعض واقعات ویسے پیش آئے ہین کہ ہمین اس کے متعلق کچھ کہنا پڑا ہے ایک دن ایسا ہوا کہ ہم نے ڈاکخانہ مین ڈاک کے وقت سے ایک گھنٹہ پہلے اخبار پہونچا دیا مگر یہان سے روانہ نہ کیا گیا۔ عذر یہ تہا کہ ہم چھاپ نہین سکے۔ اس کے بعد پچھلے پرچے کی نسبت یہ بات ہمارے نوٹس مین لائی گئی ہے کہ اخبار جمعرات شام کی گاڑی مین روانہ نہین ہوا بلکہ ٹالا ہی پڑا رہا وجہ یہ کہ ریکارڈ والا وقت پر ڈاک نہ لایا اور اس کے قبل بھی چند بار ایسا ہوا ہے یہ باتین محکمہ ڈاک کے آفیسرون اور ریکارڈ کے ٹھیکیدار کی توجہ کے قابل ہین جنکے متعلق اگر یہی حال رہا تو ہمین تفصیل سے لکھنا پڑیگا کیونکہ اس سے کارخانے کو بہت بہاری نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے ورنہ ہماری کچھ قصور نہین۔

انتخاب الاخبار

دو تین اخبار دیکھے

۱۔ شاہ پرتگال معہ ولیعہد قتل کیا گیا۔ قتل شاہ کی تفصیلات نہائیت جگرخراش ہین۔ جس کھلی گاڑی پر سوار تھے اس کے ساتھ اردل کی حفاظت تھی۔ عین چوک مین گاڑی گذرتی تھی۔ جبکہ ایک جوان دفعتاً لپکا۔ پشت گاڑی کے پائدان پر چڑھ کر فیر کیا۔ اس شخص نے ریوالور اس طرح سر کی کہ شاہ ڈان کارلو کے پہلو مین گولی لگی۔ ملکہ کھڑی ہو کر چیخ پڑین۔ ملکہ کے ہاتھ مین گلدستہ تھا وہی قاتل کے چہرے پر دے مارا۔ ولیعہد نے بھی ہاتھ کی چھڑی سے ضرب لگائی۔ لیکن قاتل باز نہ آیا۔ غضب کا ہٹ دھرم نکلا۔ اس نے شاہ کی پشت مین ایک اور فیر ریوالور کا کر دیا۔ تب بازاری تماشائیون نے اس ملعون قاتل کو کھینچکر نیچے اتار لیا۔ ایک پولیسمین نے بندوق سے مار ڈالا۔ اِدھر ایک اور آدمی نکلا۔ باران کوٹ مین کر متواتر فیر کرنے والی قرابین نکال کر علی التواتر دو فیر کئے یہ دونون فیر بلا تحاشا ولی عہد کی طرف تھے۔ وہ تیسرا فیر بھی کرنا چاہتا تھا۔ کہ ایک افسر نے تلوار سے کاٹ ڈالا۔ اس وقت غریب ملکہ کی حالت دردناک تھی۔ کبھی خاوند کو دیکھتی کبھی وارث کو۔ دیوانہ وار چیخین مارین۔ ملکہ رات بھر بیٹھی رہین ایک طرف خاوند مُردہ تھا۔ ایک طرف لخت جگر جان توڑتا تھا غضب مجسم۔

شاہ کا ایک قاتل لزبن کے مدرسہ کا ایک ٹیچر تھا رسالہ مین سارجنٹ بھی رہ چکا تھا۔ قتل کیا گیا۔ ہمارے حضور شاہ قیصر نے اور نیز شاہ اٹلی نے ایک ایک ماہ ماتم منانے کا حکم دیدیا ہے بطور ہمدردی قیصر جرمن نے تین ہفتہ کے لئے درباری ماتم کا حکم دیا۔ پرتگال مین نیا انتظام زیر تعمیل ہے۔

۲۔ انبوہ بیکاران نے لارڈ میئر کو پکڑ کر ایک ستون سے باندھدیا اور خوب بید مارے۔

۳۔ جنوب کے ساحل رامیشورم سے سیلون تک جہازی نہر بنانا گورنمنٹ انڈیا نے منظور نہین کیا۔

۴۔ ناسک مین ترمبوک دروازہ کے متصل سخت آتش زدگی سے کئی دکانین جل گئین۔ ۲۵ - ۲۰ ہزار نقصان

۵۔ ولائیت مین سانپون کا زہر بڑے شوق سے خریدا جاتا ہے۔ جو زندہ اور زہریلے ناگون سے بصد مشکل نکالا جاتا ہے۔ ڈیڑھ رتی کے لئے بیس روپے قیمت لی جاتی ہے۔

۶۔ لاہور میونسپلٹی نے ہوس ٹیکس کی تجویز تو منسوخ کی مگر اس کی بجائے ایک عجیب تجویز پیش کی گئی۔ وہ یہ کہ جتنے مسافر لاہور سے ریلوے سفر کرین۔ ان پر ۴ر - ۳ر - ۲ر - ار ٹیکس لگایا جاویگا۔ وہ کیون؟ کہ وہ بھی عمدہ پانی سڑکون نفیس بازارون صاف روشنی۔ مصفا پانی اور ایسے فوائد سے متمتع ہون گے؟ (اچھی مہمان نوازی ہے)

۷۔ جو مقدمے ٹرنسوال مین ہندیون پر چلائے گئے تھے ان سے گورنمنٹ دست بردار ہوگئی ہے اور جن ہندیون نے نام درج رجسٹر کرانے سے انکار کیا تھا انہین تین ماہ کی مہلت دیگئی ہے۔ پہلے سب کا انگوٹھے کا نشان لگایا جاتا تھا مگر اب خواندہ آدمی اس سے مستثنٰی کئے گئے (مسٹر گاندھی۔ عبدالغنی کی کوشش مبارک ہوئی)

۸۔ مسٹر فورنیز کی رائے مین ہر ایک ذرہ ایک مکمل نظام ہے۔ جسپر ہزارہا بستیان بہت ہی چھوٹے جاندارون کی آباد ہین۔ ہمارا سکنڈ ذرہ کی دنیا کے لئے ۷۰ سال کے برابر ہے۔ سچ ہے۔ ؎

اہل بینش چو بچشم دل بینا بینند
مہر از ذرہ واز قطرۂ دریا بینند

۹۔ کابل مین سخت چیچک اور خسرہ نمودار ہوا۔ سردار نصر اللہ خان کے تین بچے ضائع ہوگئے۔

۱۰۔ پارلیمنٹ کھلنے پر حضور ملک معظم بالقابہ نے فرمایا نہائیت افسوس کا مقام ہے۔ کہ اکثر حصص ہندوستان مین پچھلے سال بارش نہ ہونے کیوجہ سے قحط اور بیماری عام طور پر پھیل رہی ہے۔ مناسب امداد کی تدابیر غور و خوض کے بعد تجویز کی گئی ہین۔ رعایا اور حکام مصیبت کا مردانہ وار مقابلہ کر رہے ہین۔

۱۱۔ ۲۰ر جنوری کی شب کو پشاور مین نہائیت معرکہ کا ڈاکہ پڑا۔ ڈاکو شب کی تاریکی مین شہر کے اندر گھس آئے ایک متمول ساہوکار کے مکان کو توڑ کر ۳ لاکھ کا زروجواہر لیکر چمپت ہوئے۔ مکان پر پہرہ کے لئے جو آدمی متعین تھے۔ انہین سے دو نشانہ بندوق اور دو مجروح ہوئے پولیس کے دو سپاہی بھی ہلاک ہوئے۔

۱۲۔ امسال غیر معمولی جاڑون سے لہریا سرائے دربھنگہ مین بیشمار پرندے درختونپر ہی مر گئے۔

۱۳۔ انجمن حمائیت اسلام پر مختلف اعتراض ہو رہے ہین۔ یہ اعتراض خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ کہ ہر ممبر کے لئے لازم ہے کہ چار آنے چندہ ادا کرے مگر کئی ممبر ایسے ہین جنکے ذمے سالہا سال کا بقایا ہے۔ پس انجمن کی کارروائیان خلاف قانون ہین۔ کہ ہر ایک اجلاس مین جو ممبران شریک ہوتے رہے وہ قانون کے مطابق ممبر شمار ہونے یا رائے دینے کے حقدار نہ تھے۔

۱۴۔ چندوی (جہلم) مین ایک شخص نے تین آدمیون کو چھُری سے زخم لگا کر ہلاک کر دیا۔

۱۵۔ ۱۷ر جنوری ایرنپورہ چھاونی) دس بجے کے قریب روشنی دکھائی دی۔ جیسے کسی جگہ آگ لگ گئی۔ پرندے بھڑک کر اُڑنے لگے۔ اڑہائی منٹ تک یہ نظارہ رہا (شہاب ثاقب)

۱۶۔ تم کیا مانگتا۔ یہ دو لفظ دو انسپکٹرون سے ایک لڑکے نے کہے۔ ہتک کی وجہ سے ۱۵۰ روپے جرمانہ ہُوا۔ ڈیفنس کیطرف سے کہا گیا کہ کہنے والے کا مطلب یہ تہا۔ تمہین کیا مطلوب ہے؟ (ذرا آج کل کے جنٹلمین جو اپنی زبان بگاڑ کر بولتے ہین۔ وہ بھی محتاط رہین)

۱۷۔ یکم مارچ سے ریاست اندور مین ڈاک کا انتظام برٹش محکمہ ڈاک کی تحت مین لایا گیا۔

۱۸۔ مہاراجہ سر جوتیندر موہن ٹیگور کی جدی جائیداد کا مالک جسکی آمدنی ۵ لاکھ سالانہ ہے انگریز ہوا وجہ یہ کہ مہاراجہ کا بہائی عیسائی تہا۔ میم سے شادی کی۔ اولاد نہ ہوئی۔ ایک انگریز کو بیٹا بنالیا۔

۱۹۔ شاہ کابل کے جلال آباد آنے مسٹر تیلک کا پتلا جلایا جانے ناگرباری کے دخانی جہاز کے الٹ جانے کی خبرین غلط ہین

۲۰۔ گورنمنٹ آف انڈیا کے دفاتر ۳۰ مارچ شملہ مین کھلینگے

۲۱۔ ہند مین قحط زدون کی تعداد ۵ لاکھ $\frac{1}{2}$ ۷۶ ہزار تک پہونچگئی ہے۔

۲۲۔ آئیندہ ڈاک کے پارسل کی تعداد بجائے بیس کے دس سیر کرنے کی تجویز ہے

۲۳۔ ایک کل ایجاد ہوئی ہے جسکے ذریعہ ۵۵ فیٹ گہرے کنوئین مین سے ایک بیل ۲۴۲ چاٹیان (جھلاری ٹینڈین) بآسانی نکال سکتا ہے۔ ایک سَو روپیہ قیمت۔

۲۴۔ ایک نقشہ پیش کیا گیا ہو جنمین مسلمانونکی تعطیلین صرف آٹھ بتائی گئی ہین اور ہندون کی بیس۔ اور پہر راقم نے عرض کیا ہو کہ عید و محرم کی تعطیلین بڑہادی جاوین۔ عید کے متعلق جو صلاح دیگئی ہو وہ نہائیت عمدہ ہے۔ مگر کیا مسلمانون کو جمعہ کی تعطیل کی ضرورۃ نہین۔ خواہ وہ نصف دن ہی کیون نہ ہو۔

تصحیح - [illegible]

مفصلہ ذیل کتب دفتر بدر سے ضرور خریدو

درثمین — مصنفہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام حضرت اقدس کی آجتک کی نظمیں اس میں مندرج ہیں اور لیتھو طریق سے چھاپی گئی ہے۔ کہ آئندہ جو نظمیں ہوں وہ بھی اس کے ساتھ ہو سکیں گی۔

قیمت مجلد ۸/ غیر مجلد ۶/

طریقہ احمدیہ — مصنفہ اکمل آف گولیکی۔ اس منظوم پنجابی رسالہ میں تمام احمدیہ عقائد و نماز روزے کے مسائل کا بالدلائل ذکر ہے صرف ۲۵ جلدیں باقی ہیں۔ قیمت فی جلد ۱/

جنگ مقدس — حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور عبداللہ آتھم کا مباحثہ۔ اس میں ہمارے امام نے صرف قرآن مجید سے موجودہ عیسائی مذہب کا بطلان کیا ہے اور تائید پائی ہے: قیمت ۸/

الوصیۃ — مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام حضرت اقدس نے وصیت میں اپنا مذہب بیان کیا ہے اور مدفون کو دین و مقبرہ بہشتی کے متعلق ضروری ہدایتیں لکھی ہیں۔ قیمت ۱/

غلامی اور عصمت انبیاء — ریویو آف ریلیجنز کے متفرق مضامین شیخ احمد دین صاحب پنشنر سابق ہیڈ لفٹننٹ پولیس پشاور نے با اجازت صدر انجمن احمدیہ قادیان بہت عمدہ چھپوا کر اس کارخانہ میں برائے فروخت ارسال کئے ہیں متفرق مضامین کو یکجائی طور پر بہت عمدگی سے جمع کیا گیا ہے۔

غلامی ۳/ عصمت انبیاء ۸/

سر الشہادتین — مصنفہ مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی۔ سورہ یٰسین سے پیشگوئی کے رنگ میں صاحبزادہ عبداللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کابلی کی شہادت کے واقعات ثابت کئے ہیں۔ نہایت لطیف کتاب ہے اس کے نکات روپے کو بھی گران نہیں۔ قیمت ۱/

البرہان الصحیح فی تائید المسیح — [illegible]

حیرت کی حیرانی — مصنفہ ماسٹر عبدالعزیز صاحب۔ مسیح موعود کی تائید میں۔ قیمت ہر دو جلد ۹/

نظم مستورات — مستورات کے بہت پر۔ قیمت ۸/

جام شہادت — مصنفہ جناب ثاقب صاحب۔ مولوی عبداللطیف صاحب شہید مرحوم کا جانسوز مرثیہ۔ قیمت ۸/

کامن احمدی — مصنفہ غلام رسول پنجابی نظم۔ قیمت ۸/

انڈکشنری — طالب علموں کیلئے نہایت مفید ہے۔ قیمت ۱/

کامن احمدی — الاداو دائے۔ قیمت ۸/

سراج الحق — مصنفہ پیر سراج الحق صاحب۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تائید۔ امام ابو حنیفہ کے مذہب کے رو سے بہت سی لطیف لکھی ہیں قابل دید ہے۔ حصہ چہارم و پنجم۔ قیمت ۱/

پرچہ ہائے صحائف — مصنفہ منشی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی۔ ان نشانات کا ذکر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے وجود باجود کے لئے ضروری ہیں۔ قیمت ۲/

دوڑو دوڑو کہ وقت جاتا ہے

یعنی کتاب بول چال عربی قریب ۳۰۰ صفحہ کے ایک صفحہ میں عربی اور اس کے مقابل والے صفحہ پر اردو ترجمہ ہوگا۔ قیمت ۱۲/۔ مگر جو صاحب پیشگی قیمت بھیجدیں گے ان سے صرف ایک روپیہ لیا جاویگا اور علاوہ کتاب بول چال عربی کے فی الحال ورم نقدہ سات عدد کتابیں مندرجہ ذیل جو ایک روپیہ کی قیمت کی ہیں بالکل مفت بطور انعام روانہ کیجاوینگی حتے کہ محصولڈاک بھی خریدار کے ذمہ نہ ہوگا چونکہ کتاب بول چال عربی کی کتاب طبع کیلئے روپیہ کی کمی تھی اسلئے یہ گران رعایت گوارا کی گئی ہے اسصورت میں اصل کتاب ہی مفت ہاتھ لگتی ہے۔ کیونکہ خریدار سردست ہی ایک روپیہ کی قیمت کی کتابیں بطور انعام پالیتا ہے ورنہ بعد طبع کتاب بول چال عربی ہی صرف ۱۲/ میں ملیگی۔ سات عدد کتابیں انعام جو فی الحال ایک روپیہ آنے پر روانہ کیجاوینگی۔ وہ یہ ہیں۔ سلاسل التعلیم۔ سلاسل الفضائل مترجم اردو۔ الاستخلاف۔ قرآن کریم کی دعائیں منظوم۔ احمدی کامن۔ چیتھی مسیح۔ عکس مکتوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو صاحب چاہیں یہ کتب بذریعہ وی پی منگوا سکتے ہیں وی پی ۱۲/ اور کمیشن ۱/ لگیگا۔ کتابوں پر ٹکٹ بہرحال ہم لگائیں گے۔ کتابیں مفت روانہ ہونگی ایک روپیہ ان کا بطور پیشگی جمع رہیگا۔ نٹ نوٹ۔ یاد رہے کہ سردست دوسو درخواست آنے پر یہ رعایت بند ہوجاوے گی۔

المشتہر۔ سید محمد عبدالحی عرب قادیان ضلع گورداسپور

ایک سچی شہادت

دماغی کاموں کی کثرت کیوجہ سے پانچسال ہوئے میرا دماغ بہت ضعیف ہو گیا اور قدرتی حافظہ میں فرق آنے لگا تھا طبیعت میں کسل معلوم ہوتا تھا اور کمزوری اعصاب کیوجہ سے مجھے یہ بھی شک ہوگیا تھا کہ میری بائیں طرف کے کل اعضاء کمزور ہوتے جاتے ہیں انگریزی اور یونانی علاج مختلف اطباء کے کئے گئے مگر بہت کم فائدہ مند ہوا۔ یا عارضی فائدہ ہوا۔ آخر کار حکیم منشی محمد دین صاحب کی حبوب مقوی کا میں نے استعمال کیا اور اس وقت بھی وقتاً فوقتاً استعمال کرتا ہوں۔ ان گولیوں کے استعمال سے میری کل شکایات مندرجہ بالا رفع ہوگئیں۔ میرے تجربہ میں ان گولیوں سے زیادہ مقوی اور دوائی نہیں آئی۔ میری تحریک میں بہت سے دوستوں نے ان گولیوں کا استعمال کیا اور ایسا ہی مفید پایا جیسے کہ میں۔ میں حکیم منشی محمد دین صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے ایسی دوائی دی

راقم۔ محبوب عالم ممبر مال کونسل دربار ٹونک راجپوتانہ سابق پرسنل اسسٹنٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر سرحدی صوبہ پشاور

ناظرین یہ ہے وہ شہادت جو گورنمنٹ عالیہ کا ایک معزز افسر اپنے ذاتی تجربہ کے بعد

حبوب مقوی

کے متعلق دے رہا ہے یہ گولیاں تمام عصبی تمام پٹھوں کو مضبوط کرتی ہیں اور اعضائے رئیسہ دل و دماغ اور معدہ کے حق میں بلا مبالغہ اکسیر کا حکم رکھتی ہیں جن لوگوں کے دل و دماغ مطالعہ کتب و دیگر امور متعلقہ خوض و فکر مثلاً کاروبار عدالت و حساب وغیرہ کیوجہ سے کمزور ہوگئے ہوں اور تھوڑا سا کام کرنے پر اکتا جاتے ہوں انشاءاللہ ان گولیوں کے استعمال سے یہ تمام ضعف دور ہو کر آئندہ کیلئے گھنٹوں کا کام کرنیکی طاقت پیدا ہو جاویگی۔ یاد رہے کہ ہر قسم کی قوت یا کمزوری نظام عصبی کی حالت کے ہی ماتحت ہوتی ہے

قیمت فی سیکڑہ چار روپیہ۔ بیس گولی ۱۲/۔ علاوہ بریں اور کئی امراض نہانی و ظاہری کی نہایت مجربہ اور مفید ادویہ مل سکتی ہیں ازانجملہ سرمہ عجیب۔ دھند۔ جالا۔ سبل۔ خارش چشم۔ ر ہے۔ آنکھوں سے پانی جاری رہنا اور ہچ پن اور خفیف پھولا کیلئے بینظیر ہے۔ قیمت فی تولہ ۱۲/ دوائی سوزاک کہنہ یعنی قرص فی بکس ۱۲/ سفوف جریان و رقت کیلئے ۱۲/ سفوف مفرح ہاضم۔ ویرینہ فتور ہضم جسمیں ترش ڈکار آتے اور گاہ گاہ بخار محسوس ہوتا ہو۔ طبیعت بیکل اور بیچین اور کاہل رہتی ہو۔ پشت پہلو اور فم معدہ میں گاہ گاہ سوزش معلوم ہوتی ہو اور نیند اچھی طرح سے نہ آتی ہو۔ ان تمام شکایات کے لئے یہ سفوف اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت فی بکس ۱۲/

پتہ۔ خوشخط بمعہ حالات مفصل و عمر و نام اور ڈاکخانہ درج ہوں محصول و جوابی ٹکٹ بذمہ خریدار

المشتہر۔ حکیم محمد دین احمدی۔ دروازہ دلیہ سنگھ۔ گوجرانوالہ

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج دین عمر کیلئے چھاپا گیا۔)